جلد ۷ | ۱۰ وفا ۱۳۳۷ ہش - ۲۱ ذوالحجہ ۱۳۷۷ھ - ۱۰ جولائی ۱۹۵۸ء | نمبر ۲۷

احمدیہ مشنز کے زیر اہتمام

مختلف بیرونی ممالک میں عید الاضحی کی مبارک تقریب

قادیان میں منعقدہ عید الاضحیہ کی مبارک تقریب کی تفصیلات شائع کی جا چکی ہیں - اس سلسلہ میں احمدیہ مشنز کے زیر اہتمام مختلف بیرونی ممالک میں عید الاضحیٰ کی تقریب منائے جانے کی اطلاعات کا خلاصہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ جو امید ہے کہ احباب جماعت کی دلچسپی اور ازدیادِ ایمان کا موجب ہوگا:-

جرمنی

"(بذریعہ تار) ۲۹ر جون - آج یہاں عید الاضحیٰ کی مبارک تقریب بڑی کامیابی کے ساتھ منائی گئی۔ مقامی احباب کے علاوہ یوگوسلاویہ ٹرکی - مصر - افغانستان - بھارت اور پاکستان کے مسلمانوں نے بھی ہماری مسجد میں نماز عید ادا کی۔ اس موقعہ پر متعدد غیر مسلم معززین بھی تشریف لائے ہوئے تھے - نماز اور خطبہ عید کے بعد مہمانوں کے اعزاز میں دعوت بھی کی گئی - اس موقعہ پر پریس کے نمائندے بھی موجود تھے۔"

عبد اللطیف انچارج احمدیہ مشن جرمنی

سوئٹزرلینڈ

"زیورچ (سوئٹزرلینڈ) ۲۹ر جون" آج ہم نے عید الاضحیٰ کی تقریب بڑے اہتمام سے منائی - مقامی احمدیوں کے علاوہ دیگر مسلمان دوست بھی اس تقریب میں شامل ہوئے خطبہ عید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کا ذکر کیا گیا اور اس قربانی کی روشنی میں اسلام اور احمدیت کے پیغام کو پیش کیا گیا۔"

ناصر احمد انچارج سوئٹزرلینڈ مشن

ہالینڈ

"(بذریعہ تار) دی ہیگ ۳۰ر جون - کل یہاں پر عید الاضحیٰ کی مبارک تقریب اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی کامیابی کے ساتھ منائی گئی - اس موقعہ پر مقامی اور بیرونی ممالک کے بہت سے مسلمانوں کے علاوہ ہالینڈ کی متعدد ممتاز اور مشہور و معروف شخصیتیں بھی احمدیہ مشن ہاؤس میں موجود تھیں - اخباری نمائندگان بھی آئے ہوئے تھے - شام کو معزز مہمانوں کے اعزاز میں ایک شاندار دعوتِ عشائیہ دی گئی -

نماز عید محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب بالقابہ نے پڑھائی - بعد ازاں آپ نے ایک ایمان افروز خطبہ ارشاد فرمایا - جس میں آپ نے عید الاضحیٰ کی غرض و غایت پر روشنی ڈالتے ہوئے اسلامی تعلیمات کی برتری اور فضیلت پر بڑی عمدگی کے ساتھ روشنی ڈالی - اور اسلام کی صداقت و حقانیت کو واضح فرمایا -

یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ اس مبارک موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے دو سعید الفطرت اشخاص کو اسلام قبول کرنے کی توفیق بخشی - الحمد للہ -

حافظ قدرت اللہ

لنڈن

لنڈن مشن کی طرف سے جو تار موصول ہوا ہے اس کا ترجمہ درج ذیل ہے:-
"یہاں عید الاضحیٰ کی تقریب نہایت کامیابی سے منائی گئی - تقریباً ایک ہزار افراد نے شمولیت کی - مہمانوں میں لنڈن کے ممبران پارلیمنٹ - متعدد ممالک کے سفارتی نمائندے اور یونیورسٹی پروفیسرز شامل تھے - جناب ڈسمنڈ شا اور متعدد کونسلروں نے اس امر پر جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا کہ وہ ایسی تقریبات کے ذریعہ اہل مغرب کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانے اور اُن پر ان تعلیمات کی حکمت اور ان کی افادیت کو واضح کرنے کا خاص اہتمام کرتی ہے - متعدد کمپنیوں نے عید کی اس تقریب کے دستاویزی فلم تیار کئے۔ امام مسجد لنڈن مکرم مولود احمد خان نے عید الاضحیٰ کی اہمیت اور قربانی کے فلسفہ پر خطبہ دیا - اور تقریب کے اختتام پر تمام مہمانوں کا ان کی شمولیت پر شکریہ ادا کیا۔"

(الفضل ۴ر جولائی ۱۹۵۸ء)

اخبار احمدیہ

ربوہ ۵ر جولائی - سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مری سے آمدہ ۴ر جولائی کی اطلاع مظہر ہے کہ - حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے - الحمد للہ

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۱۷ر جولائی - کل پونے پانچ بجے کی گاڑی محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال تبدیلیٔ آب و ہوا کی غرض سے چند روز کے لئے ڈلہوزی تشریف لے گئے - آپ آج بخیر و عافیت وہاں پہنچ گئے - اس جگہ قیام کے دوران آپ کی ڈاک کا پتہ گرینڈ ویو ہوٹل ڈلہوزی ہوگا -

۵ر جولائی - برادرم فضل الٰہی خان صاحب کے ہاں ایک لڑکے اور لڑکی کی توام ولادت ہوئی - اللہ تعالیٰ نے نومولودین کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے - اور انہیں والدین کے لئے قرۃ العین بنائے - آمین -

۷ر جولائی - آج ساڑھے گیارہ بجے کی گاڑی حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی کچھ عرصہ کے لئے پاسپورٹ پر پاکستان تشریف لے گئے - اللہ تعالیٰ آپ کو خیریت سے واپس لائے اور دوران سفر میں آپ کا حافظ و ناصر رہے - آمین -

۷ر جولائی - کل رات یہاں گرمی تھی - ہوا بالکل بند تھی - آج صبح بھی ہوا ساکن رہی - دس بجے کے قریب ہوا چلنے لگی اور بعد سہ پہر بارانِ رحمت نازل ہوئی - اس کے بعد مطلع ابر آلود رہا - اور موسم خوشگوار ہو گیا - الحمد للہ -

مری (پاکستان) میں عید الاضحی کی مبارک تقریب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے نماز پڑھائی اور خطبہ ارشاد فرمایا!

تبدیلیٔ آب و ہوا کی غرض سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ان دنوں مری (پاکستان) میں اقامت پذیر ہیں - چنانچہ عید الاضحیہ کی مبارک تقریب کے موقعہ پر حضور نے اسی جگہ نماز عید پڑھائی - اور بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا جس کا خلاصہ الفضل میں اس طرح شائع ہوا ہے:-

۲۱ر جون کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز عید پڑھائی - جس کے بعد حضور نے قربانی کے موضوع پر ایک بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا - جو تقریباً نصف گھنٹہ تک جاری رہا - خطبہ میں حضور نے فرمایا کہ یہ زمانہ خصوصیت کے ساتھ قربانیوں کا زمانہ ہے - اس میں وہی قوم زندہ رہ سکتی ہے - اور ترقی کر سکتی ہے - جو عملاً ہر وقت قربانیوں کے لئے آمادہ رہے - حضور نے فرمایا - عیسائیوں نے قربانیاں کیں - اور آج تک ان کی نسلیں اس قربانی سے فائدہ اٹھا رہی ہیں - افسوس ہے - کہ مسلمانوں نے آہستہ آہستہ اس سبق کو فراموش کر دیا جس کی وجہ سے انہوں نے ناقابل تلافی نقصان اُٹھایا - اب ہماری جماعت کا فرض ہے کہ وہ متواتر اور مسلسل دین کی راہ میں قربانیاں کر کے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کو قریب سے قریب تر کر دے۔

احمدیہ جماعت کی طرف سے سرکاری سکیم کے لئے قرض

قادیان مورخہ ۳/۷/۵۸ آج جناب سردار جگت سنگھ صاحب ایس - ڈی - ایم بٹالہ مع جناب سردار ہنس راج سنگھ صاحب تحصیلدار بٹالہ جماعت احمدیہ کے ذمہ دار افراد کو ملنے اور سمال سیونگ سکیم میں قرض دینے کی تحریک کرنے کے لئے تشریف لائے - چنانچہ صدر انجمن احمدیہ کے ممبران نے بعد مشورہ فیصلہ کیا کہ اس سکیم میں پانچ ہزار روپیہ مزید بطور قرض سرکاری خزانہ میں جمع کیا جائے - اور مورخہ ۵/۷/۵۸ کو یہ رقم مقامی ڈاکخانہ میں جمع کرا دی گئی - اس سے پہلے جماعت کی طرف سے مورخہ ۲۵/۲/۵۸ کو مبلغ دس ہزار روپیہ اسی سکیم کے ماتحت گورنمنٹ کو قرض دیا جا چکا ہے -

جناب ایس - ڈی - ایم صاحب اور تحصیلدار صاحب نے اس موقع پر وہ رستہ بھی دیکھا جو جماعت کی طرف سے جناب وزیر صاحب لوکل سیلف گورنمنٹ کے فیصلہ کے ماتحت ڈھاب کے پل کے پاس سے لیبلاں کے رستہ تک بنایا گیا ہے -

آپ نے اس رستہ کی چوڑائی اور مضبوطی کو پسند کیا -

(نامہ نگار خصوصی)

ملک صلاح الدین ایم اے پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان ——— مورخہ ۱۰ر جولائی ۱۹۵۸ء

ہڑتالوں کی وباء

مسئلہ ارتقاء کے ماتحت کہا جاتا ہے کہ انسانی دماغ زیادہ پختگی کو پہنچ رہا ہے۔ بہت ممکن ہے یہ صحیح ہو۔ مگر جس طور سے یہ دنیا تیز رفتاری سے بگاڑ کی طرف بڑھ رہی ہے۔ اس پر نگاہ کرتے ہوئے تو اس کے متعلق کچھ شبہ سا ہونے لگتا ہے۔ مثال کے طور پر یہی ہڑتالوں کو لے لیجئے۔ جو ملک میں وباء کی طرح پھیل رہی ہیں۔ کیا یہ انسانی دماغ کی پختگی کی علامت ہے؟ ابھی چند روز ہوئے ملکی فضاء متعدد قسم کی ہڑتالوں سے مکدر رہی۔ ہزاروں ہزار روپیہ کا نقصان ہوا!!

افسوس! بعض ترقی یافتہ ممالک کی نقل میں ہمارے ملک کا ایک طبقہ اس وباء کا شکار ہو رہا ہے۔ مگر ان لوگوں کی ہڑتالوں اور ہمارے یہاں کی ہڑتالوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اُن جگہ ہڑتالوں میں ایک قسم کی سنجیدگی پائی جاتی ہے۔ ہڑتال والے بھی عام طور پر پُرامن رہتے ہیں۔ ان کے مطالبات بھی معقول ہوتے ہیں۔ حکومتیں بھی ہڑتالیوں کا احترام کرتی ہیں۔ کیونکہ ہڑتال کرنے والے جہاں حقوق کا مطالبہ کرتے ہیں وہاں فرائض کا بھی احساس رکھتے ہیں۔ وہاں ایسے ہنگامے نہیں ہوتے جو یہاں برپا کئے جاتے ہیں۔ وہ اسباب کو بخوبی سمجھتے ہیں کہ اگر کارخانے باقی رہے تو انہیں فائدہ ہوگا۔ اور ان کی روزی بھی قائم رہے گی۔ اگر کارخانے بند ہوئے تو ان کی روزی بھی چھن جائے گی۔ اس لئے وہ اپنی نادار حرکات سے کارخانوں کو نقصان پہنچانے سے پرہیز کرتے ہیں۔ مگر یہاں صورتِ حال کچھ اور ہی ہے۔ اس جگہ کی ہڑتالوں کا تجزیہ کیا جائے۔ تو ان کی تہہ میں وہی طفلانہ حرکات اور ناعاقبت اندیشی کی روح نظر آتی ہے۔ ذرا سوچئے ہڑتال کی صورت میں یہ توڑ پھوڑ کی کیفیت اور دھینگا مشتی کا مظاہرہ کیا معنے رکھتا ہے۔ ایک بچہ بھی اپنا مطالبہ منوانے کے لئے اسی قسم کی حرکات کرتا ہے۔ اور بسا اوقات نادانی سے اپنے ہی کھلونے چکنا چور کر دیتا ہے۔ خواہ کچھ دیر بعد نتیجہ سامنے آنے پر خود ہی رونے لگے!! ابھی پچھلے دنوں جمشید پور میں جو لوہے اور فولاد کے بڑے کارخانہ میں ہڑتال ہوئی اس کے متعلق اندازہ کیا گیا ہے۔ کہ ہڑتال کے نتیجہ میں ۰۰۰،۴۵ ٹن لوہا اور فولاد تیار نہ ہوا۔ اور مزدوروں کو ۴۰ لاکھ روپے سے زیادہ سے ہاتھ دھونا پڑا۔ اب انہیں اعداد و شمار پر غور کر لیجئے۔ یہ کہاں کی عقلمندی اور دور اندیشی ہے۔ مزدوروں کو جو مالی نقصان ہوا وہ تو ظاہر ہے مگر اس کے نتیجہ میں ملکی ترقی کو جو صدمہ پہنچا وہ ناقابل تلافی ہے!! اس قسم کی حرکات سے ملک کو نہ جانے کس قدر پیچھے ڈال دیا!!

اصل بات یہ ہے کہ ہر جگہ ذمہ داری کا احساس دن بدن کم ہوتا جا رہا ہے۔ حالانکہ ایک عاقل بالغ سے جس چیز کا کم سے کم توقع کی جاتی ہے وہ یہی ہے کہ جو کام اس کے سپرد ہو اُس سے عہدہ برآ ہونے کے لئے پوری تندہی سے کام کرے۔ اور حقوق و فرائض کی موشگافیوں سے بالاتر ہو کر اپنے کام سے کام رکھے۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے ملک کا مزدور ہر وقت گھڑی کی طرف نگاہ رکھتا ہے۔ کہ کب وقت ختم ہو تو گھر کی راہ لے۔ وہ یہ نہیں دیکھتا کہ اس نے کتنا کام کیا۔ وہ تو اپنا مطالبہ منوانے کے لئے ہر جائز و ناجائز صورت اختیار کرنے کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے۔ اور ہڑتال کا حربہ زیادہ آسان سمجھا گیا ہے۔ اور پھر اسے کامیاب بنانے کے لئے توڑ پھوڑ کی پالیسی کو مستحسن فعل قرار دیا گیا ہے۔ اور نہیں دیکھتا کہ کارخانہ بند ہو جانے سے سب سے پہلے وہ خود بھی بے روزگاری کا شکار ہوگا۔ مگر وہ مالک کو نقصان پہنچانا اپنا پیدائشی حق سمجھتا ہے۔ اس کے ساتھ کارخانہ دار بھی نرمی نہیں برتتا۔ وہ بھی کم سے کم معاوضہ دے کر زیادہ سے زیادہ کام لینا چاہتا ہے۔ اس تن تنی کا لازمی نتیجہ مالک و مزدور میں حقوق و فرائض کی موشگافی کے رنگ میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس طرح کام کرنے کا لطف اور کمائی کی برکت سب مفقود ہو جاتی ہے!

پس ضرورت ہے اسباب کی کہ ملک کا ہر فرد اپنی ذمہ داری کا احساس کرے۔ اور حق طلبی کی نسبت اپنے فرائض کی ادائیگی کی طرف زیادہ توجہ دے۔ حضرت بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کیا ہی عمدہ سبق دیا کہ

كلكم راعٍ وكلكم مسئول عن رعيته

کہ تم میں سے ہر شخص اپنے اپنے دائرہ میں بعض امور کا ذمہ دار ہے۔ اور اس کے مطابق اُس سے ان ذمہ داریوں کی نسبت سوال کیا جائے گا۔

آج جبکہ دنیا اجتماعی ملاخت کی قدر و قیمت پہچان چکی ہے ملک کا کوئی ایک آدمی بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ملک کے وسیع مفاد سے مجھے کیا سروکار۔ کیونکہ اس کا انفرادی فعل غیر معمولی رنگ میں سارے ملک پر اثر انداز ہوتا ہے۔ بالخصوص جبکہ ہمارے ملک میں سوشلسٹ نظام کو بروئے کار لائے جانے کی جد وجہد کی جا رہی ہے اور سوشلسٹ نظام کا خواب اُس وقت تک شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ ملک کا ایک ایک آدمی اپنی ذمہ داری کو کما حقہٗ نہ پہچانے!!

اگرچہ قانونی نقطۂ نگاہ سے ایک حد تک ہڑتالوں کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ لیکن کمی علم کے باعث عوام اس سے مناسب فائدہ اُٹھانے کی نسبت اکثر اوقات گندی سیاست کا جلد شکار ہو جاتے ہیں۔ اور نتیجۃً یہ غلط اقدام افراد اور ملک دونوں کے لئے مضرت رساں بن جاتا ہے۔ اسلئے ہمارے نزدیک ملکی مفاد اس بات کا متقاضی ہے کہ ایک طرف مزدوروں کے حقوق کو باضابطہ طریق پر محفوظ کر دیا جائے۔ تو دوسری طرف ہڑتالوں کو قطعی طور پر خلافِ قانون قرار دے دیا جائے۔ ایسا کرنے سے ملک کو ہڑتالوں کی وباء سے بچایا جا سکتا ہے!! اور ملک کی ترقی اور سربلندی کے لئے ایک یقینی راہ نکل سکتی ہے۔

بارانِ رحمت کا نزول

خدا تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر اور اس کا احسان ہے کہ ایک لمبے امساک باراں کے بعد اس کی رحمت کا نزول ہوا۔ اس سال غیر معمولی طور پر گرمی کی شدت رہی اور خشک سالی کی نوبت اس حد تک پہنچی کہ بعض مقامات میں پینے کے لئے پانی کمیاب ہو گیا۔ مویشی چارے سے محروم ہونے لگے۔ کھیتی باڑی کی امید جاتی رہی بلکہ بعض کمزور افراد تو شدتِ موسم کی تاب نہ لاتے ہوئے داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے اور اس طرح بعض مقامات میں اتلاف جان و مال کی خبریں بھی شائع ہوئیں۔ ہر شخص آسمان کی طرف نگاہ اُٹھائے ہر وقت اُس کی رحمت کا منتظر تھا۔ بعض جگہ بارش کے لئے باقاعدہ دعائیں کی گئیں۔ آخر خدا کی رحمت نے جوش مارا۔ اور اس علاقہ میں ایک ہی بارش سے صورتِ حال یکسر بدل گئی۔ مردہ زمین میں زندگی کے آثار پیدا ہو گئے۔ درختوں میں رونق نظر آنے لگی۔ حیوانات کی جان میں جان آئی۔ کھیتی باڑی کی امید بندھ گئی۔ چند ہی روز میں جگہ بہ جگہ سبزہ نظر آنے لگے گا۔ مویشیوں کے چارے کی کمی دور ہو جائے گی۔ پینے کے پانی کی دقّت رفع ہو جائے گی۔ اور بالآخر انسان اس تکلیف کو بھی بھول جائے گا!!

الغرض لمبے امساک باران کے بعد خدا تعالےٰ کی ظاہری رحمت کے نزول کا نظارہ تو دنیا نے دیکھ لیا اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اصدق الصادقین اپنی کتاب عزیز میں فرماتا ہے :-

ان الذی احیاھا لمحی الموتیٰ
انہ علیٰ کل شیءٍ قدیر (حٰم سجدہ)

یعنی وہ ذات پاک جس نے زمین میں اس طرح زندگی کے آثار پیدا کئے ہیں بڑی قدرتوں کا مالک روحانی لحاظ سے بھی دنیا کو زندہ کر سکتا ہے۔

گویا ان الفاظ میں ظاہری انزال رحمت کا نظارہ دیکھنے والے کو روحانی انزال رحمت کی طرف دعوتِ فکر دی گئی ہے۔ کتنی بڑی بھول ہے انسان کی کہ وہ جسمانی حیات کو قائم رکھنے کے لئے تو رحمتِ خداوندی کا بے قراری سے انتظار کرتا ہے۔ لیکن روحانی زندگی کے لئے چنداں فکر مند نہیں ہوتا!! حالانکہ وہ تو جسم اور روح دونوں کا مجموعہ ہے۔ بلکہ روح کی تکمیل کے باعث ہی تو دیگر حیوانات سے اُسے اشرف المخلوقات بنایا گیا۔

ہر شخص ہی اس بات کا بخوبی تجربہ رکھتا ہے کہ ایک موسم کی زوردار بارش دوسرے وقت کی بارش سے مستغنی نہیں کر سکتی۔ بلکہ دیر تک کے امساک باراں کے باعث دنیا کے پاس جمع شدہ پانی بھی گدلا ہونے لگتا ہے۔ کنوؤں کے پانی بھی خشک ہونے لگتے ہیں آخر جب آسمان سے خدا کی رحمت کا نزول ہوتا ہے تو کنوؤں کے پانی بھی اوپر چڑھ آتے ہیں۔ چشموں کی کدورت بھی خود بخود دور ہو جاتی ہے۔

روحانی طور پر امساک باراں کی یہی کیفیت کچھ عرصہ پیشتر اس زمانہ میں طاری تھی حتیٰ کہ مخبر حقیقی نے وقت پر قادیان کی سرزمین سے ایک برگزیدہ بندے کو کھڑا کر دیا۔ جس پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے بارانِ رحمت کا نزول ہوا۔ اور اس نے جاں بلب پیاسی دنیا کو محبت بھرے الفاظ میں مخاطب کر کے فرمایا ؎

میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے اس آسمانی پانی نے ایک صاف و شیریں نہر کی صورت اختیار کر لی اور زندگی کے خواہاں اس کی طرف بڑھے۔ آپ نے تو کمال شفقت اور ہمدردی خلق کے جذبہ کے ماتحت ملک واسیوں کو خاص طور پر دعوتِ حق دیتے ہوئے فرمایا ؎

تشنہ بیٹھے ہو کنارِ جوئے شیریں حیف ہے
سرزمینِ ہند میں چلتی ہے نہرِ خوشگوار

پس مبارک ہے وہ انسان جو بدلے ہوئے حالات کے ساتھ اپنے اندر بھی مناسب تبدیلی پیدا کرتا ہے۔ اور وقت کے تقاضا کے مطابق اپنے تئیں ڈھال لیتا ہے اور اپنے لئے حقیقی خوشحالی کا سامان پیدا کر لیتا ہے۔

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کے حضور گرو اور اسی سے مدد مانگو کہ یہی ہماری کامیابی اور ترقی کا اصل ذریعہ ہے

خدائی جماعتیں اگر کثرت سے ذکر الٰہی کریں تو اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فرشتے آسمان سے اتر کر ان کی مدد کرتے ہیں

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۳ جون ۱۹۵۸ء بمقام مری

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے قرآن کریم کی اس آیت کی تلاوت فرمائی کہ

یاایھاالذین اٰمنوا اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا واذکروا اللہ کثیراً لعلکم تفلحون (انفال ع ۶)

اس کے بعد فرمایا۔

اسلام کی ہر بات چونکہ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ اور اس کا مقصد

انسان کی صحیح راہ نمائی

کرنا اور اُسے ایسے راستہ کی طرف لے جانا ہے جو ہر لحاظ سے اُس کے لئے مفید اور بابرکت ہو۔ اس لئے بسا اوقات وہ ایسی تعلیم پیش کرتا ہے۔ جو دنیا سے نرالی ہوتی ہے۔ دنیا میں جب قومیں آپس میں لڑتی ہیں تو حکومتیں اپنے سپاہیوں کو خوب شرابیں پلاتی ہیں۔ تاکہ انہیں ہوش نہ رہے اور موت کا ڈر ان کے دلوں سے جاتا رہے۔ لیکن اسلام اس کے اُلٹ تعلیم دیتا ہے چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اے مومنو! جب تم دشمن کے مقابلہ میں لڑائی کے لئے صف آراء ہو جاؤ۔ تو ایک تو اپنے اندر استقلال پیدا کرو۔ اور اس کے مقابلہ میں مضبوطی سے ڈٹے رہو۔ اور دوسرے اللہ تعالیٰ کو کثرت یاد کیا کرو۔ یعنی موت کو اپنے سامنے رکھو۔ گویا حکومتیں تو موت کو بھلا کر لڑاتی ہیں۔ اور اسلام موت کو یاد دلا کر لڑواتا ہے۔ یہ ایک نہایت ہی

نمایاں فرق ہے

جو اسلامی تعلیم اور موجودہ زمانہ کے طریق کار میں پایا جاتا ہے۔ اسلام نے تو شراب کو یوں بھی حرام کیا ہوا ہے۔ لیکن یورپین حکومتیں جنگ کے دنوں میں اپنے سپاہیوں کی شراب دوگنی کر دیتی ہیں۔ تاکہ انہیں یہ ہوش ہی نہ رہے کہ وہ کس حالت میں ہیں۔ مگر اسلام اُس کے اُلٹ کرتا ہے۔ اور بجائے یہ کہنے کے کہ شراب پیو وہ کہتا ہے۔ تم اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔ کیونکہ فتح اللہ تعالیٰ کی مدد سے حاصل ہوا کرتی ہے۔ ظاہری سامانوں سے فتح حاصل نہیں ہوتی۔ اس کے بعد فرماتا ہے۔ کہ اگر تم ایسا کرو گے تو لعلکم تفلحون شائد تم کامیاب ہو جاؤ۔ اس جگہ

معترض اعتراض کیا کرتے ہیں

کہ کیا اللہ تعالیٰ کو پتہ نہیں تھا۔ کہ اگر لوگ ایسا کریں گے تو وہ کامیاب ہوں گے۔ اور اگر پتہ تھا تو پھر اس نے "شائد" کا لفظ کیوں استعمال کیا۔ مگر یہ ان کی جہالت کی بات ہے۔ انہوں نے لُغت کی کتابوں کو نہیں دیکھا۔ لُغت میں لعلّ کے استعمال کے بارے میں لکھا ہے کہ بے شک اس کے معنے شبہ کے ہوتے ہیں۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ اس سے بولنے والے کے

دل کا شبہ

مراد ہو۔ بلکہ کبھی اس کا یہ مطلب ہوتا ہے۔ کہ جن لوگوں سے خطاب کیا گیا ہے ان کے دلوں میں کوئی شبہ ہے۔ اور کبھی مخاطب کے علاوہ دوسرے لوگوں کے شبہ کا ذکر مراد ہوتا ہے۔ کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے درست ہے اور وہ قطعی اور یقینی ہے۔ مگر جس کو مخاطب کیا جا رہا ہوتا ہے بعض دفعہ اس کو کوئی شبہ ہوتا ہے۔ اور بعض دفعہ اس کے علاوہ دوسروں کو کوئی شبہ ہوتا ہے۔ پس

لعلکم تفلحون کے یہ معنے

ہیں کہ تمہاری فتح تو یقینی ہے۔ لیکن اگر تم ذکر الٰہی کرو گے۔ تو اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا کرے گا۔ کہ دوسرا آدمی جو تمہاری فتح کو ناممکن سمجھتا ہے۔ وہ بھی خیال کرنے لگ جائے گا۔ کہ شائد تم لوگ جیت جاؤ۔ انسانی اندازے چونکہ ظاہر پر ہوتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اگر تم ذکر الٰہی کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہے۔ تو وہ تمہاری کامیابی کے ایسے سامان پیدا فرما دے گا۔ کہ تمہارا ساتھی جو پہلے تمہاری فتح کو ناممکن سمجھتا تھا۔ وہ بھی سمجھنے لگ جائے گا۔ کہ اب تو ایسے سامان نظر آ رہے ہیں کہ شائد یہ لوگ جیت ہی جائیں۔ اللہ تعالیٰ تو پہلے ہی جانتا ہے کہ مسلمان کامیاب ہوں گے۔ اور خود مسلمانوں کو بھی یقین ہوتا ہے۔ کہ وہ جیتیں گے اور دشمن ہارے گا۔ مگر فرماتا ہے اس کے بعد ایسے سامان پیدا ہوں گے۔ کہ جن کے نتیجہ میں دشمن بھی خیال کرنے لگ جائے گا کہ شائد یہ مسلمان جیت ہی جائیں۔ چنانچہ

بدر کے میدان میں

جب صحابہؓ جمع ہوئے اور کفار بھی لڑائی کے لئے آ گئے۔ تو کفار میں سے بعض نے اپنے سرداروں کو مشورہ دیا کہ مسلمانوں سے لڑائی کرنے کی بجائے صلح کر لینی چاہیئے۔ اس پر وہ لوگ جو صلح کرنا نہیں چاہتے تھے۔ انہوں نے ایک شخص کو جس کا کوئی بھائی کسی چھوٹی جنگ میں مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا تھا اکسایا اور اسے کہا کہ تم شور مچانا شروع کر دو۔ کہ میرا بھائی ان مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا تھا مگر آج میری قوم اس کا بدلہ لینے کے لئے تیار نہیں۔ عربوں میں رواج تھا کہ ایسے موقعہ پر وہ چادر کھول کر سر پر رکھ لیتے اور پھر رونا شروع کر دیتے۔ اسی طریق کے مطابق اس نے بھی چادر کھول کر سر پر رکھ لی۔ اور پھر رونے پیٹنے لگ گیا۔ اور اس نے شور مچانا شروع کر دیا۔ کہ ہائے میرے بھائی۔ تیری قوم نے تجھے چھوڑ دیا۔ اور وہ تیرا بدلہ لینے کے لئے تیار نہیں۔ جب اس نے اس طرح شور مچایا تو قوم میں ایک

جوش پیدا ہو گیا

اور سب کے سب مسلمانوں سے لڑنے کے لئے تیار ہو گئے۔ جب مقابلہ کا فیصلہ ہو گیا۔ تو ابوجہل نے ایک سردار کو بلایا اور اسے کہا کہ تم ذرا جا کر پتہ تو لو کہ مسلمان کتنے ہیں۔ وہ نظر تو تھوڑے آتے ہیں لیکن ممکن ہے کچھ پہاڑی کے پیچھے بھی چھپے ہوئے ہوں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ واذ یریکموھم اذ التقیتم فی اعینکم قلیلا ویقللکم فی اعینھم (انفال ع ۵) یعنی اس وقت کو یاد کرو جبکہ وہ ان کفار کو تمہاری نگاہ میں لڑائی کے وقت بالکل حقیر کر کے دکھاتا تھا اور تمہیں ان کی نظر میں تھوڑے کر کے دکھاتا تھا اور وہ سمجھتے تھے کہ شائد کچھ لوگ پہاڑی کے پیچھے بھی چھپے ہوئے ہوں۔ وہ گیا اور اسلامی لشکر کا جائزہ لینے کے بعد واپس آ گیا۔ جب وہ واپس آیا تو کفار نے اس سے پوچھا کہ بتاؤ تمہاری مسلمانوں کے متعلق کیا رائے ہے۔ اس نے کہا میری رائے تو یہی ہے کہ مسلمانوں سے لڑنا نہیں چاہیئے۔ انہوں نے کہا پہلے تم یہ بتاؤ کہ ان کی تعداد کتنی ہے۔ اس نے کہا تعداد تو تھوڑی ہے۔ تین سو یا سوا تین سو کے قریب ہیں اور پہاڑی کے پیچھے کوئی لشکر بھی نہیں۔ کیونکہ میں ان کے باورچی خانہ میں گیا تھا۔ اور میں نے دیکھا کہ تین سو یا سوا تین سو آدمی کے لئے جتنے اُونٹ ذبح ہونے ضروری تھے اُتنے ہی اُونٹ اُنہوں نے ذبح کئے تھے۔ اس لئے جہاں تک اُن کی تعداد کا سوال ہے۔ وہ تو اتنی ہی ہے۔ مگر پھر بھی

میرا مشورہ یہی ہے

کہ لڑائی نہ کرو۔ انہوں نے کہا یہ کیسی بزدلی کی بات ہے۔ جب وہ تھوڑے سے آدمی ہیں۔ تو پھر لڑائی سے ڈرنے کے معنے ہی کیا ہوئے۔ وہ کہنے لگا۔ اے میری قوم وہ آدمی تو تھوڑے ہی ہیں۔ مگر خدا کی قسم جب میں اُنہیں دیکھنے گیا۔ تو مجھے اُونٹوں پر آدمی نظر نہیں آئے بلکہ مجھے موتیں نظر آئیں جو ان اُونٹوں پر سوار تھیں۔ یعنی ان لوگوں کے چہروں سے ایسا عزم ظاہر ہوتا ہے کہ ان میں سے ہر شخص اس بات کے لئے آمادہ ہے۔ کہ اگر لڑائی ہوئی۔ تو ہم مر جائیں گے یا دشمن کو مار ڈالیں گے۔ پس اگر لڑائی ہوئی۔ تو ان میں سے ہر شخص تمہارے لئے ملک الموت بن جائے گا۔ چنانچہ یہی ہوا لڑائی ہوئی تو مکہ کے تمام بڑے بڑے سردار مارے گئے۔ ابوجہل بھی میدان جنگ میں مارا گیا اور سارے مکہ میں ماتم بپا ہو گیا۔ یہ فتح ان کو اس لئے حاصل ہوئی۔ کہ ان کے سامنے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم رہتا تھا۔ کہ دیکھو جب لڑائی ہو تو واذکروا اللہ کثیراً لعلکم تفلحون خدا تعالیٰ کو کثرت سے یاد کیا کرو۔ تاکہ تمہیں فتح حاصل ہو۔ اور اس کا غضب تمہارے دشمن پر نازل ہو۔ جب

روم کیساتھ مسلمانوں کی لڑائی ہوئی

تو رومی جرنیل نے ایک وفد بھیجا اور اُسے کہا کہ تم مسلمانوں کے لشکر کو جا کر دیکھو۔ اور پھر واپس آ کر بتاؤ کہ ان کی کیا کیفیت ہے۔ وہ وفد اسلامی لشکر کا جائزہ لے کر واپس گیا۔ تو اس نے کہا۔ ہم دیکھ آئے ہیں۔ وہ آدمی تو بہت تھوڑے سے ہیں۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی جِن ہیں۔ کیونکہ

ہم نے دیکھا کہ وہ دن کو لڑتے ہیں اور رات کو تہجد پڑھنے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں ہمارے سپاہی جو دن بھر کے تھکے ہوئے ہوتے ہیں وہ تو رات کو شرابیں پیتے ہیں - ناچ گانے میں مشغول ہو جاتے ہیں - اور جب ان کاموں سے فارغ ہوتے ہیں تو آرام سے سو جاتے ہیں مگر وہ لوگ کوئی عجیب مخلوق ہیں کہ وہ دن کو لڑتے ہیں اور راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر خدا تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں - اس لئے ایسے لوگوں سے ہمارا لڑنا بے فائدہ ہے - غرض اس آیت میں بتایا گیا ہے - کہ خدائی جماعتوں کو ہمیشہ

الٰہی مدد

سے فتوحات حاصل ہوا کرتی ہیں - جب وہ کثرت سے خدا تعالیٰ کو یاد کرتی ہیں تو اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ بھی آسمان سے اترتا اور ان کی مدد کرتا ہے - چنانچہ دیکھ لو عرب کی ساری آبادی ایک لاکھ اسی ہزار تھی - مگر انہوں نے روم جیسے ملک سے ٹکر لے لی جس کی بیس کروڑ کی آبادی تھی - پھر انہوں نے کسریٰ کے ملک پر حملہ کر دیا - اور اس کی آبادی بھی بیس تیس کروڑ تھی - گویا پچاس کروڑ کی آبادی رکھنے والے ممالک پر ایک لاکھ اسی ہزار کی آبادی رکھنے والا ملک حملہ آور ہوا - اور پھر یہ ملک اتنے طاقتور تھے - کہ ہندوستان بھی ایران کے ماتحت تھا - چین بھی اُن کے ماتحت تھا - اسی طرح ٹرکی - آرمینیا - عراق اور عرب کے اور ممالک یعنی فلسطین اور مصر بھی ان کے ماتحت تھے - مگر باوجود اتنی کثرت کے مٹھی بھر مسلمان نکلے تو انہوں نے ان لوگوں کا صفایا کر دیا - اور بارہ سال کے عرصہ میں ان کی فوجیں قسطنطنیہ کی دیواروں سے جا ٹکرائیں -

حضرت ابو ایوب انصاری

اس وقت زندہ تھے - اور وہ بھی ان جنگوں میں شامل تھے - قسطنطنیہ کی دیواروں کے نیچے انہیں تیر لگا اور وہ شہید ہو گئے چنانچہ آج تک قسطنطنیہ میں ان کی یادگار قائم ہے - یہ فتوحات جو مسلمانوں کو حاصل ہوئیں صرف ذکر الٰہی کا نتیجہ تھیں - لیکن جب مسلمان بگڑ گئے اور انہوں نے خدا تعالیٰ کو چھوڑ دیا تو اُس وقت اُن کی یہ حالت ہوئی کہ جب ہلاکو خان نے بغداد پر حملہ کیا تو مسلمان ایک بزرگ کے پاس گئے اور اسے کہا کہ دعا کریں بغداد سخت خطرہ کی حالت میں ہے - انہوں نے کہا میں رات کو دعا کروں گا تم صبح میرے پاس آنا - جو کچھ جواب ملے گا وہ بتا دوں گا - جب وہ صبح کو آئے تو انہوں نے کہا - میں تمہارے لئے کیا دعا کروں - میں تو جب بھی ہاتھ اٹھاتا تھا مجھے اللہ تعالیٰ کے ملائکہ کی یہ آوازیں آتی تھیں کہ یا ایھا الکفار اقتلوا الفجار - یعنی اے کافرو ان فاجر مسلمانوں کو خوب مارو - کیونکہ یہ مسلمان ہی نہیں رہے - اب بتاؤ جب خدا کہہ رہا ہے کہ ان مسلمانوں کو مارو تو میری دعا بھی کیا کر سکے گی - غرض جب تک مسلمانوں میں ذکر الٰہی رہا ان کے تھوڑے تھوڑے آدمیوں نے بڑے بڑے ملکوں کو فتح کر لیا - لیکن جب مسلمانوں میں سے ذکر الٰہی اُٹھ گیا اور

اللہ تعالیٰ کے احکام پر

عمل جاتا رہا تو ان کی حالت یہاں تک گر گئی - کہ جب ہلاکو خاں نے بغداد پر حملہ کیا تو اس کے دس دس آدمی دو دو لاکھ کی آبادی رکھنے والے ملکوں میں جاتے تو مرد عورتیں اور بچے سب بھاگ کھڑے ہوتے - حالانکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسلمان اپنے اندر اتنی طاقت محسوس کرتے تھے کہ ایک دفعہ جب روم کے بادشاہ نے دیکھا کہ اس کی فوج کو بار بار شکست ہو رہی ہے - اور اسے اپنی سلطنت کے متعلق خطرہ محسوس ہوا تو اُس نے اپنے ایک جرنیل کو جس کا نام ہامان تھا بلوایا اور اسے کہا کہ تم بڑے بہادر ہو - میں تمہیں مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے بھجواتا ہوں - اگر تم جیت گئے تو میں اپنی لڑکی کی تم سے شادی کر دوں گا - اور آدھا ملک تم کو دے دوں گا - تمہارا کام یہ ہے کہ تم کسی طرح مسلمانوں کو شکست دو - وہ ساٹھ ہزار کا لشکر لے کر نکلا - اس زمانہ کا ساٹھ ہزار آجکل کے ساٹھ لاکھ کے برابر تھا اور مسلمان کُل بارہ ہزار تھے - وہ بڑے گھبرائے کہ ہم اتنے بڑے لشکر کا کس طرح مقابلہ کریں گے -

حضرت ابو عبیدہ رض

نے خالد بن ولید کو بلوایا - اور کہا کہ ہم کل اس لشکر پر حملہ کرنا چاہتے ہیں - تم اندازہ لگاؤ کہ ہم ان کے مقابلہ میں کتنے ہزار آدمی بھجوائیں - انہوں نے کہا - حضور یہ کیا کر رہے ہیں - اس طرح تو دشمن دلیر ہو جائے گا - اور سمجھے گا کہ میری بڑی طاقت ہے - آپ ساٹھ ہزار کے مقابلے میں صرف ساٹھ آدمی بھجوائیے اور مجھے اجازت دیجئے کہ میں اپنی خواہش کے مطابق ان میں سے ساٹھ آدمی چن لوں - حضرت ابو عبیدہؓ نے ان کی اجازت دے دی - اور انہوں نے ساٹھ بہادر مسلمان چن لئے - اور ان سب کو کہہ دیا کہ دیکھو تمہاری موت کے ساتھ اس وقت

اسلام کی زندگی

وابستہ ہے تم تیر کی طرح دشمن کی فوجوں میں گھس جاؤ - اور ہامان جس ہاتھی پر سوار ہے اس پر حملہ کر کے ہامان کو گرا دو - جب کمانڈر انچیف مارا گیا تو باقی فوج خود بخود پیچھے ہٹ جائے گی - چنانچہ وہ تیر کی طرح فوجوں میں گھس گئے اور انہوں نے اس ہاتھی پر حملہ کر دیا جس پر ہامان سوار تھا اور اسے مار کر گرا دیا - بے شک اس حملہ کے نتیجہ میں مسلمانوں کے بارہ تیرہ آدمی میدان جنگ میں ہی مارے گئے - اور قریباً بیس آدمی ایسے خطرناک زخمی ہوئے کہ جنگ کے خاتمہ پر ان میں سے بھی اکثر شہید ہو گئے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کفار کا لشکر بھاگا اور وہ سو میل پیچھے جا کر اس نے دم لیا - اس جنگ میں حضرت عکرمہؓ جو ابو جہل کے بیٹے تھے مارے گئے - اور اس جنگ میں حضرت فضل رض جو عبداللہ بن عباسؓ کے بڑے بھائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے تھے مارے گئے -

تاریخ میں لکھا ہے

کہ جنگ کے بعد ایک مسلمان سپاہی اپنی چھاگل میں پانی بھر کر ان زخمی صحابہؓ کے پاس پہنچا - اس نے دیکھا کہ حضرت عکرمہؓ کی حالت بڑی نازک ہے - اور پیاس کی شدت کی وجہ سے وہ اپنے ہونٹوں پر زبان پھیر رہے ہیں - وہ کہتا ہے میں آگے بڑھا اور میں نے کہا - آپ کو سخت پیاس محسوس ہو رہی ہے - میرے پاس پانی موجود ہے آپ پانی پی لیں تاکہ آپ کو سکون محسوس ہو - انہوں نے کہا میں نے بہت بعد میں اسلام لایا ہوں میرے ساتھ ایک اور مسلمان زخموں سے چُور پڑا ہے جو مجھ سے پہلے اسلام میں داخل ہوا تھا - اس کو

پہلے اُسے پانی پلاؤ

اور پھر میرے پاس آؤ - جب وہ پانی لے کر اس کے پاس پہنچا تو وہ کہنے لگا میرے پہلو میں فلاں مخلص صحابی پڑا ہے اور اسے بھی پیاس کی شدید تکلیف ہے - میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ میں پہلے پانی پی لوں اور وہ صحابی رہ جائیں اس لئے پہلے ان کے پاس پانی لے جاؤ - وہ پانی لے کر ان کے پاس پہنچا تو وہ کہنے لگے میرے پہلو میں حضرت فضل پڑے ہوئے ہیں - جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں - پہلے انہیں پانی پلاؤ - جب تک وہ پانی نہ پی لیں میں پانی نہیں پی سکتا - وہ سات زخمی صحابہ تھے - جو میدان جنگ میں پیاس کی شدت اور زخموں کی تکلیف سے تڑپ رہے تھے - مگر ان میں سے ہر ایک نے یہی کہا کہ جب تک میرا ساتھی پانی نہ پی لے میں پانی نہیں پی سکتا - جب وہ آخری صحابی کے پاس پہنچا تو وہ فوت ہو چکے تھے - اور جب وہ لوٹ کر دوسروں کے پاس آیا تو وہ بھی فوت ہو چکے تھے -

اب دیکھو یہ لوگ بیشک مارے گئے - لیکن وہ اپنی موت سے مسلمانوں کو سینکڑوں سال تک

حکومت پر قائم کر گئے

ایک ایسی جنگ میں جس میں دشمن کا ساٹھ ہزار لشکر سامنے تھا بارہ تیرہ مسلمانوں کا مارا جانا کوئی بڑی بات نہیں - لیکن انہوں نے مر کر چار سو سال تک مسلمانوں کی حکومت قائم کر دی - اور آخر حضرت عباسؓ کے خاندان میں بھی حکومت آئی اور عباسی حکومت بڑی شان سے قائم ہوئی - مگر بعد میں جب مسلمان ناچ گانوں میں مشغول ہو گئے جب انہوں نے رنگ رلیاں منانی شروع کر دیں جب وہ شرابیں پینے لگ گئے جب وہ عیاشی میں مبتلا ہو گئے اور انہوں نے کہنا شروع کر دیا کہ اسحاق موصلی بڑا اچھا گانے والا ہے - فلاں کنچنی خوب ناچتی ہے - تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تباہی کے لئے ہلاکو خاں کو بغداد پر مسلط کر دیا - اور اس نے ایک دن میں ۱۸ لاکھ مسلمانوں کو قتل کیا اور شاہی خاندان کی کوئی ایک عورت بھی ایسی نہ چھوڑی جس کے ساتھ بدکاری نہ کی گئی ہو - اب گویا تو

ان کی یہ حالت تھی

کہ روم جیسے بادشاہ کے لشکر کو جو ساٹھ ہزار کی تعداد میں تھا مسلمانوں کے صرف ساٹھ آدمیوں نے شکست دیدی - اور کجا یہ حالت ہوئی کہ ہلاکو خاں چند ہزار کا لشکر لے کر آیا اور لاکھوں مسلمان اس کے آگے آگے بھاگے پھرے اور اس نے ۱۸ لاکھ آدمیوں کو قتل کر دیا - غرض جب تک اللہ تعالیٰ کی مدد کرتا رہے فتوحات حاصل ہوتی جاتی ہیں - اور جب اللہ تعالیٰ کی مدد کم ہو جاتی ہے تو فتوحات بھی کم ہو جاتی ہیں - ہماری

جماعت کے دوستوں کو بھی چاہیئے

کہ وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی مدد مانگتے رہا کریں - اور اللہ تعالیٰ کی نصرت کو کھینچنے کی کوشش کریں - [illegible] مسلمانوں سے بھی کہتا ہوں کہ نعروں سے کچھ نہیں بنے گا اگر تم نے نعرہ ہی مارنا ہے تو تم انسانوں کے سامنے نعرہ نہ مارو - بلکہ خدا کے سامنے نعرہ مارو اور اس کے حضور گریہ و زاری سے کام لو جب تم خدا کے سامنے جھکو گے تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے تمہاری مدد کیلئے اتریں گے -

بدر کی جنگ میں

کفار مسلمانوں کے مقابلہ میں بھاگ نکلے تو بعض لوگوں نے انہیں طعنہ دیا کہ تم نے کیسی بزدلی دکھائی ہے - انہوں نے کہا تمہیں کیا پتہ؟ اس جنگ میں سفید ابلق گھوڑوں پر کوئی عجیب قسم کی مخلوق سوار تھی - تلواریں اُن کے ہاتھ میں تھیں اور وہ جس پر بھی تلوار چلاتے تھے وہ فوراً کٹ کر دو ٹکڑے ہو جاتا تھا - پس ہمارا مقابلہ آدمیوں سے نہ تھا بلکہ جنات سے تھا اور ہم نے دیکھا کہ وہ ایسی سختی سے تلوار مارتے تھے - کہ ان کے ایک ایک وار سے کئی کئی آدمی کٹ جاتے - غرض کامیابی اسی صورت میں آتی ہے جب آسمان سے اللہ کے فرشتے اتریں اور وہ مدد کریں - پس اللہ تعالیٰ کے حضور گرنا چاہیئے اور اسی سے مدد مانگنی چاہیئے - کہ یہی ہماری کامیابی کا اصل ذریعہ ہے -

بسیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلیل القدر صحابی

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ کی سیرت کے بعض درخشندہ پہلو

(از حافظ صالح محمد الہ دین صاحب ایم۔ایس سی متعلم پی ایچ ڈی سکندرآباد۔دکن)

سلسلہ کیلئے دیکھو بدر ۱۵ مئی ۱۹۵۸ء

(۲)

(۵)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت عرفانی صاحب رضؓ کو اخبار الحکم کے ذریعہ خدمت دین کی بڑی توفیق ملی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اپنا بازو قرار دیا۔

فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں دشمن اعتراض کرتے تھے اور ہمارے پاس اخبار نہیں تھا۔ میں نے اخبار کے متعلق حضور سے عرض کیا۔ حضور نے فرمایا۔ جماعت کو اخبار کی ضرورت ہے۔ لیکن جماعت بڑی غریب ہے اخراجات برداشت نہیں کر سکتی۔ یہ سن کر میں نے اخبار جاری کرنے کا ارادہ کیا۔ اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے الحکم نکالنے لگا۔ اخراجات کی وجہ سے کئی کئی دقت بھوکے بھی رہنا پڑتا تھا۔

* * * * * *

ایک دفعہ الحکم کا ذکر کرتے ہوئے حضرت عرفانی صاحب رضؓ نے فرمایا۔ کہ اس کے اندر مخالفین کے منہ توڑ جواب دیئے جاتے تھے جس کو پڑھ کر مولوی ثناء اللہ صاحب وغیرہ کی چیخیں نکل جاتی تھیں۔ ایک دفعہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھ سے بڑے خوش تھے۔ تو میرے دل میں خیال آیا کہ یہ بڑا اچھا موقعہ ہے جو مانگنا ہے وہ مانگ لینا چاہیئے۔ چنانچہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ حضور میرے لئے دعا فرمائیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا۔ میں تو دعا کرتا ہوں۔ فرشتے بھی تمہارے لئے دعا کرتے ہیں۔

* * * * * *

(۷)

حضرت عرفانی صاحب رضؓ ایک لمبے عرصے تک حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک صحبت سے فیضیاب ہوئے اور حضرت خلیفہ اول رضؓ کے درس القرآن کو محفوظ رکھنے کا بھی آپ کو شرف حاصل رہا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کبھی حضرت عرفانی صاحب رضؓ کو بلاتے تو اکثر یہ سنا گیا کہ آپ حضرت عرفانی صاحب کو "الحکم صاحب" کہہ کر بلاتے۔ اس سے اس محبت کا اندازہ ہو جاتا ہے جو اس وقت اور محبت خاص مزید دن بیں ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ نے آپ کو اپنا قرآن مجید بطور تحفہ دیا اور فرمایا کہ تم اس کے اہل ہو۔

* * * * * *

حضرت عرفانی صاحب رضؓ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بلند مقام کا اکثر ذکر فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے متعلق فرماتے تھے کہ یہ میری نبض میں ہاں سے حضرت خلیفہ اوّل کے بلند مقام کا پتہ لگتا ہے۔

* * * * * *

ایک واقعہ آپ سناتے تھے۔ کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے عبدالحی صاحب کا انتقال ہوا۔ تو مغرب کی نماز پڑھاتے وقت حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ دس منٹ تک خاموش رہے اور جوش سے الحمد للہ کہہ کر آپ نے تلاوت شروع فرمائی۔ دوسرے دن حضرت عرفانی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ سے پوچھا کہ اتنی دیر ٹھہرنے کی کیا وجہ تھی کیا آپ بھول گئے تھے۔ تو انہوں نے جواب دیا بہت اچھا ہوا تم نے یہ بات پوچھی۔ میں بھولا نہیں تھا میرا دل غمگین تھا۔ اس حالت میں الحمد للہ کہنا میں نے مناسب نہ سمجھا اس لئے میں نے انتظار کیا کہ سکون حاصل ہو جائے گا اور استغفار کرتا رہا۔

* * * * * *

ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا۔ کہ خوش رہنے کا کیا طریق ہے۔ آپ رضؓ نے فرمایا کہ خوش رہنے کے تو بہت سے طریق ہیں۔ ایک طریقہ یہ ہے کہ جب ابتلا آئے تو یہ خیال کر لینا چاہیئے۔ کہ یہ دن بھی نکل جائیں گے۔

* * * * * *

(۸)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا عشق اور احترام حضرت عرفانی صاحب کی سیرت پاک کا ایک اہم جزو ہے۔ حضور اقدس کے لئے آپ بہت دعائیں فرماتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ اپنے ذوق کے مطابق میرا یہ خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آئندہ صدی کے مجدد بھی حضور اقدس ہی ہوں گے۔ اخبار الفضل کے لئے آپ بہت منتظر رہتے تھے۔ ایک دفعہ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ اس قدر بے قرار کیوں رہتے ہیں۔ تو فرمانے لگے حضرت صاحب کی صحت معلوم کرنے کے لئے۔ مجھے اور کیا خبر چاہیئے۔

* * * * * *

جب حضور اقدس کی تفسیر کبیر جو سورۃ الکافرون تا سورۃ والناس کی تفاسیر پر مشتمل ہے آپ کو ملی۔ تو اس کے پڑھنے کے بعد آپ کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ حضرت سیٹھ صاحب (سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب) سے فرمانے لگے کہ یہ قرآن مجید کی ایک بے نظیر تفسیر ہے۔ میں اسے پڑھتا گیا۔ اور حضرت صاحب کے لئے دعائیں کرتا گیا۔ ہمیں ایک بڑی نعمت مل گئی ہے۔

* * * * * *

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کے افراد کے ساتھ بہت محبت تھی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ سکندرآباد تشریف لائے تو فرمانے لگے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری صحت آپ سے ملنے کے لئے قادیان جانے کی اجازت نہیں دیتی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے یہاں آنے کا موقعہ پیدا کر دیا تاکہ ملاقات ہو جائے۔

* * * * * *

بتاریخ ۱۴ دسمبر ۱۹۵۷ء اپنی وفات سے ایک دن پہلے نہایت رقت سے فرمانے لگے کہ گو میں حضرت صاحب سے دور ہوں لیکن ہمارے دل دور نہیں اور میری تو یہی خواہش رہی کہ حضور کے قریب میری زندگی ختم ہو۔

(۹)

حضرت عرفانی صاحب رضؓ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے مطالعہ کی طرف بار بار توجہ دلاتے رہتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ ہماری غلطی یہ ہے کہ ہم لوگوں کو بتاتے نہیں کہ اس کے اندر کیا خزانہ بھرا ہوا ہے۔

میں نے پوچھا کہ کن کتابوں سے مطالعہ شروع کیا جائے۔

فرمایا ہر شخص ملفوظات پڑھی جائے تاکہ دعا کی طرف رغبت ہو۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کے حالات کتاب البریہ میں سے پڑھے جائیں۔ اسی طرح کشتی نوح پڑھی جائے۔ خصوصاً آپ براہین احمدیہ کے مطالعہ کی طرف توجہ دلایا کرتے تھے۔ فرماتے تھے براہین احمدیہ مجموعہ ہے علوم کا۔ یہ ایک اصولی کتاب ہے۔ پھر دوسری کتابوں کے ذریعہ سے ان اصول کی روشنی میں مزید علم حاصل کیا جا سکتا۔

نیز آپ نے فرمایا کہ تقویٰ اور طہارت میں ترقی کرنے کے لئے حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب بھی پڑھنا چاہیئے۔ غنیۃ الطالبین یا غنیۃ التابعین پڑھنے کے لئے فرمایا۔

(۱۰)

ایک دفعہ جب میں Review of Religions سے جا کر حاضر ہوا۔ تو فرمانے لگے کہ ریویو کی اشاعت بڑھانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کی جاذبیت کو بڑھایا جائے۔ میں نے پوچھا کہ جاذبیت کو کیسے بڑھایا جا سکتا ہے تو فرمایا دوسرے مذاہب کے اخبارات اور کتابیں پڑھنی چاہئیں۔ جو اچھی بات ہے اس کی توضیح کی جائے اور غلط بات کی تردید کی جائے۔

(۱۱)

دین کی باتوں میں حضرت عرفانی صاحب رضؓ کو بڑا لطف آتا تھا۔ اور طبیعت میں نشاط پیدا ہو جاتی تھی۔ بیماری کی وجہ سے جب آپ تصنیف کا کام نہیں کر سکتے تھے۔ تو آپ یہ خواہش فرماتے تھے کہ لوگ آپ سے ملنے کے لئے آئیں۔ اور ایک دینی ماحول پیدا ہو۔ بسا اوقات باوجود ضعف کے بہت دیر تک باتیں کرتے چلے جاتے۔ ایک دفعہ میں نے پوچھا کہ مولوی صاحب زیادہ باتیں کرنے سے آپ کو تکلیف تو نہیں ہو جاتی۔ تو فرمانے لگے۔ کیا تم میری آواز سے پہچان نہیں سکتے۔ کہ دین کی باتیں کرنے سے میری طبیعت ایک بشاشت پیدا ہو جاتی ہے۔

فرماتے تھے کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اللہ تعالیٰ کی ان پر بہت بہت رحمتیں ہوں) کی صحبت اور باتوں سے ہمیں ایمان میں بہت ترقی حاصل ہوتی تھی۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں وہ ہوتے تو کوئی ایسی بات چھیڑ دیتے جس سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم و عرفان کا دریا بہنا شروع ہو جاتا۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم کچھ نہ کچھ وقت دینی باتوں میں صرف کریں۔ یہ ذکر الٰہی بھی ہے اور عمل بھی۔ اس کے ذریعہ ہمارے ایمان میں ترقی ہوتی ہے۔ اور اصلاح نفس بھی۔ بجائے یونہی گپ مارنے کے دین کی باتیں کرنا چاہئیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ اگر

بروز انہ نہ ہو سکے تو ایک دن یا دوسرے تیسرے دن ہو ہی۔ اس کے علاوہ روزانہ کم از کم پانچ منٹ خلوت میں گذارنے چاہئیں۔ تہجد کی نماز بھی یہی یہ چیز نصیب ہوتی ہے۔

ایک دفعہ بعد نماز جمعہ جب صاحبزادہ حضرت مرزا وسیم احمد صاحب کی تشریف آوری کے سلسلہ میں انتظامات کے متعلق مشورہ کیا جا رہا تھا۔ تو آپ نے فرمایا مجھے تو سنائی نہیں دیتا لیکن پھر بھی میں مجلس میں بیٹھتا ہوں۔ میں تمہیں ایک راز کی بات بتلاتا ہوں۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں ایک شخص آیا اُسے سنائی نہیں دیا تو وہ چلا گیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے بھی اس شخص سے منہ پھیر لیا۔

کبھی کبھی مجھ سے فرماتے کہ یہ باتیں جو میں تم سے کر رہا ہوں انہیں لکھ لو۔

(١٢)

اللہ تعالےٰ نے حضرت عرفانی صاحبؓ کو الہام اور رؤیا کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔ مورخہ ۱۲/۵۶ ۲۴ کو جب آپ علیل تھے الہام ہوا:-

" راز بقا ئے زندگی اہلِ بقا سے سیکھ"

اس الہام سے آپ نے یہ استنباط فرمایا کہ آپ کی اور زندگی باقی ہے۔

⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂

مورخہ ۲/۵۶ ۲۷ آپ کو آواز سنائی دی گئی" السلام علیکم" ادھر اُدھر آپ نے دیکھا تو کوئی نہیں۔ اس سے آپ کو یہ اطمینان حاصل ہوا کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے آپ پہلے کی طرح باصحت ہو جائیں گے۔

⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂

مورخہ ۶/۵۶ ۶ کو میں نے سوال کیا کہ قرآن کریم کی آیت یوم نطوی السماء کے کیا معنے ہیں۔ آپ نے آیت کریمہ کی تفسیر فرمائی۔ بعد ازاں فرمایا۔ میں نے رات کو ایک خواب دیکھا تھا جو میں بھول گیا۔ لیکن ایک بات یاد رہ گئی ہے۔ جواب آپ کے آنے کے ساتھ پوری ہو گئی ہے۔ میں نے دیکھا کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ آئے ہوئے ہیں، اور اُنہوں نے مجھ سے پانچ آیتوں کی تفسیر طلب فرمائی ہے۔ مجھے وہ آیتیں یاد نہیں۔ نبدل دُون کا لفظ یاد رہ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی کمی نہیں۔ وہ جسے چاہے نورالدین بنا سکتا ہے۔ بعد میں جب نبدل دُون کی آیت دیکھی گئی تو فرمایا۔ یہ تو مبشر خواب ہے اس کے آگے ہے اولئک لھم عقبی الدار۔ اللہ تعالےٰ سے تو ایسی ہی توقع ہے۔

⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂

مورخہ ۱۶/۵۶ ۲۶ کو خواب میں حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا۔ ان کے پاس قرآن مجید کی تفاسیر کا ایک بڑا مسودہ تھا۔ اُنہوں نے وہ مسودہ حضرت عرفانی صاحب کو دے دیا۔

⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂

مورخہ ۱۲/۵۶ ۳۱ - ۳۱ر دسمبر اور یکم جنوری کی درمیانی رات کو ساڑھے گیارہ بجے آپ نے خواب میں دیکھا کہ جنگل میں ایک ریل گاڑی آرہی ہے جس میں محترم جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب آرہے ہیں ریل کے اندر احمدی ہی ہیں یا احمدیوں کی کثرت ہے۔ آپ چوہدری صاحب کے استقبال کے لئے تشریف لے گئے۔ جنگل ہی میں ریل گاڑی ٹھہر گئی۔ اور چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے آپ سے معانقہ کیا۔ اور آپ سے کہنے لگے میں حیران ہوں کہ آپ کے بدن سے بڑی عجیب خوشبو آرہی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ میں تو مٹی ہوں جس کے متعلق شیخ سعدی رحؒ نے گلستان میں ذکر کیا ہے۔

فرمایا یہی حال میرا ہے جو کچھ مجھ میں خوبی ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کی وجہ سے ہے۔

⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂

ایک پرانا خواب آپ نے سنایا۔ جو غالباً سنہ ۱۹۳۰ء اور سنہ ۱۹۴۰ء کے درمیان کا ہے جس میں آپ نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک بلند مکان آپ کے لئے تیار کر رہے ہیں۔ آپ نے عرض کیا کہ حضور مجھے اتنا بڑا مکان کیوں۔ مجھے تو تھوڑی سی جگہ کافی ہے۔ میں اکیلا اتنے بڑے مکان میں کیا کروں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ میں آپ کے قریب ہوں۔ مولوی عبدالکریم صاحبؓ بھی قریب رہتے ہیں۔

⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂

فرمایا۔ میں ایک دفعہ تفسیر لکھ رہا تھا تو جب میں اس مقام پر پہنچا کہ ہاتھ اور پاؤں کلام کریں گے۔ تو مجھے خیال گذرا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اس پر مجھے کھڑکی میں سے آواز سنائی دی گئی۔ کہ "گرامو فون" اور مجھے تفہیم ہوئی۔ کہ جس طرح سے انسان کا رونا ہنسنا گانا وغیرہ سب گرامو فون میں محفوظ کر لئے جاتے ہیں۔ اسی طرح یہ فضاء بھی ایک گرامو فون کی طرح ہے۔ جس میں ہمارے افعال محفوظ کر لئے جاتے ہیں۔

⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂

فرمایا۔ میں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ میں تبلیغ کر رہا ہوں۔ دوران تبلیغ میں میرے اوپر موت آنے لگی۔ اور وہ پیروں پر سے اوپر کی طرف بڑھنے لگی۔ میں اپنے غیر مسلم دوست سے کہنے لگا کہ دیکھو اسلام کیا ہی پیارا مذہب ہے۔ میں اب مرنے والا ہوں۔ لیکن تبلیغ کرتے کرتے میری جان جا رہی ہے۔ اس لئے میرے اعمال کے ثمرات کبھی منقطع نہیں ہوں گے اور مجھے میرے اس نیک فعل کا بدلہ ملتا رہے گا۔ اس کے بعد وہ منظر بدل گیا اور میں نے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو دیکھا۔ میں نے کہا مولوی صاحب آپ تو مر گئے ہیں۔ آپ تو جانتے ہیں کہ موت کیسے آتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ موت اس طرح سے آتی ہے۔ آپ ہنس پڑے اور اپنی انگلیوں کو ہونٹوں پر رکھ دیا۔ ہنس کر آپ نے یہ ظاہر کیا کہ ہاں ٹھیک ہے اور ہونٹوں پر انگلی رکھ کر آپ نے یہ ظاہر کیا کہ مجھے بولنے کی اجازت نہیں۔

⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂

فرمایا۔ مذہبیاں زندہ کی جائیں گی۔ اس کا منظر بھی میں نے ایک مرتبہ رؤیا میں دیکھا میں نے دریافت کیا کہ محی کون ہے۔ میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں اس پر مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر دکھلائی گئی۔

⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂

مورخہ ۷ ریا ۸ ر جون ۱۹۵۶ء کو محترم نواب اکبر یار جنگ صاحب کی وفات کے موقعہ پر آپ کو آواز آئی:-

"میاں کلیم آرہے ہیں"۔

(١٣)

فرمایا۔ انگریزوں کے اندر جہاں تک خدمت خلق کا سوال ہے عملی طور پر اسلام نظر آتا ہے۔ بدظنی نہیں کرتے۔ ان کے اندر یہ وہ کار واج نہیں۔ اگر ایک لڑکا اور لڑکی ساتھ ہوں تو وہ کبھی بدظنی نہیں کریں گے۔ کہ وہ بُری نیت سے اکٹھے ہیں۔ لیکن ہمارے ہاں اگر کوئی اپنی بہن کے ساتھ بھی جا رہا ہو تو لوگ بدظنی کرنے لگ جاتے ہیں۔ میں کہا کرتا ہوں کہ جب انگریز مسلمان ہوں گے تو وہ پابندی کے ساتھ تہجد ادا کریں گے۔ جب ان کو عبادت کی اہمیت معلوم ہو جائے گی۔ تو وہ معین الدین چشتی رح جیسے بن جائیں گے۔ میں نے ربوہ میں جامعۃ المبشرین میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ ضرورت ہے۔ اس بات کی کہ ہم اپنے نمونہ سے لوگوں کو تبلیغ کریں۔ ہم اس قابل بنیں کہ ہماری دعائیں قبول ہوں

(١٤)

حضرت عرفانی صاحبؓ بڑی بے تکلفی سے ہم سے باتیں کیا کرتے۔ کبھی کبھی اپنے پرانے واقعات بیان فرماتے۔ فرماتے تھے میری طبیعت کچھ ایسی رہی کہ میں اپنے ہم عمر لوگوں کے ساتھ زیادہ نہیں رہتا تھا۔ بلکہ اپنے سے زیادہ عمر والے لوگوں کے ساتھ رہا کرتا۔

اپنا ایک واقعہ آپ ہنستے ہنستے بیان کیا کرتے تھے۔ فرماتے تھے میں نے مدرسہ میں سنسکرت لی تھی تین سال کا کورس تھا۔ لیکن میں نے فقط تو مہینہ تک ہی پڑھا۔ اور ایک کتاب جو کورس میں تھی وہ مجھے ملی بھی نہیں۔ لیکن میں امتحان میں بیٹھ گیا پرچہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔ لیکن ایک حرف 'پنڈت' میری سمجھ میں آگیا۔ اور میں نے اس پر ایک مضمون لکھ دیا کہ پنڈت ایسے ہوتے ہیں ایسے ہوتے ہیں وغیرہ۔ امتحان میں میں پاس ہوگیا۔ بعد میں مجھے اپنے ممتحن سے ملنے کا موقعہ ملا۔ ہم بے تکلف ہوا کرتے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ پرچے دیکھا بھی کرتے ہیں یا نہیں۔ اُنہوں نے کہا کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا میں نے تو پرچہ ٹھیک نہیں کیا تھا۔ کیا آپ ایک لکڑی سے کر پرچوں کو مارتے ہیں جو اس طرف گرے وہ پاس اور جو اس طرف گرے وہ فیل۔ انہوں نے کہا کہ بات یہ ہے کہ تم اکیلے آئے تھے۔ سارے پنجاب میں تم ہی ایک مسلمان تھے۔ جس نے سنسکرت کا امتحان دیا۔ میرے دل میں خیال آیا۔ کہ اگر میں تم کو فیل کردوں تو لوگ کہیں گے کہ پنڈت جی بڑے متعصب ہیں۔ ایک مسلمان تھا انہوں نے اسے بھی فیل کر دیا۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا تو پھر میرا مسلمان ہونا مجھے پاس کر گیا۔ ممتحن کہنے لگے ہاں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔

⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂

فرمایا۔ پہلے سے ہی مجھے لوگوں کی اصلاح کی بڑی فکر رہتی تھی۔ ایک دفعہ ہمارے پاس ایک اُستاد آیا جو بڑا بد چلن تھا۔ اور مدرسہ میں ڈیرہ لگا کر وہ شراب پیا کرتا تھا۔ میں نے سوچا کہ اس کی اصلاح کرنی چاہیئے۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم میرے ساتھ چلو۔ میں ان سے بات کروں گا اور کہوں گا۔ کہ مدرسہ میں شراب نہیں پینی چاہیئے۔ بڑا افسوس تو یہ ہے کہ وہ مسلمان تھے۔ ہم جب وہاں پہنچے تو ان کے پاس ایک دوست آئے ہوئے تھے اور شراب پیا جا رہا تھا۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اُستاد نے کہا کون ہے ہمیں نے کہا یعقوب علی۔ اُستاد نے کہا کیوں آئے ہو! میں نے کہا آپ کو مدرسہ میں شراب پینے کی اجازت نہیں۔ اُستاد نے کہا کیا آپ لڑکوں کی ٹولی مجھے پیٹنے کے لئے لائے ہیں۔ میں نے کہا اگر نوبت آجائے تو شاید وہ بھی کرنا پڑے بالآخر اُستاد صاحب کے ساتھی نے کہا آپ ایک دن ٹھہر جائیے۔ مولوی صاحب ڈیرہ نکال کر کل چلے جائیں گے۔

دعائے نعم البدل

عزیزم اعجاز بن کرم بدرفضل احمد صاحب ایس۔ ای گیا (بہار) بعمر ۱۷ سال مورخہ ۲۸ر مئی ۵۸ء کو پٹنہ میں انتقال کر گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ان کو نعم البدل عطا فرمائے جو خادم دین اور دراز عمر والا ہو اور لواحقین کو ان کا صدمہ پر صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین۔

مرزا وسیم احمد ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان۔

ضرورت و برکات نبوّت

پیش آمدہ مشکلات کا اصل حل

(از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی)

(۱)

اللہ تعالیٰ کا یہ سراسر فضل و احسان ہے کہ اس نے بنی نوع انسان کی خیر خواہی و راہنمائی کے لئے انبیاء کا سلسلہ جاری فرمایا اور جیسا کہ قرآن کریم سے ظاہر ہے۔ اس نے ہر قوم میں انبیاء بھیجے اور کسی قوم کو بھی ان کے وجود سے محروم رہنے نہ دیا۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔

لکل قوم ھاد نیز فرمایا ان من امة الا خلا فیھا نذیر۔

جہاں سلسلۂ نبوت انسان کے لئے انتہائی خوش بختی کا باعث ہے۔ وہاں ہمیں یہ بھی نظر آتا ہے۔ کہ انسانوں نے ہمیشہ ہی اس کا مقابلہ کیا۔ اس کی مخالفت کو ہر زمانہ میں انتہا تک پہنچا دیا۔ انہیں مخالفانہ کوششوں کے ضمن میں یہ سوال بھی پیدا کر دیا جاتا رہا ہے کہ بیشک پہلے تو یہ سلسلہ جاری تھا۔ مگر آئندہ کے لئے یہ بند ہو چکا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد لوگوں نے اس قسم کا عقیدہ گھڑ لیا تھا کہ یہ آخری نبی ہیں۔ ان کے بعد اللہ تعالیٰ کسی کو رسول بنا کر مبعوث نہ فرمائے گا۔ قرآن کریم نے اس کا ذکر کر کے نہایت لطیف پیرایہ میں بتایا کہ ایسا عقیدہ درست نہیں۔ لیکن اس واضح یقینی دہانی کے باوجود تعجب ہے کہ خود قرآن کریم کے ماننے والے اس وقت اسی قسم کا عقیدہ اختیار کر چکے ہیں۔ اس کی تمام تر وجہ یہی ہے کہ وہ قرآنی مطالب سے غافل ہو گئے ہیں۔ اور اس حد تک غافل ہو گئے ہیں۔ کہ ان امور کی طرف توجہ دلانے کے باوجود اب تک ان سے بدکتے ہیں۔ اور ان باتوں کو اپنے من گھڑت عقیدہ کے خلاف پا کر رد کرتے ہیں۔ گویا اپنے خیالات فاسدہ کو تو قرآن قرار دیتے ہیں۔ اور قرآن کی باتوں کو (نعوذ باللہ) فاسد خیالات!! وہ نہیں سوچتے کہ نبوت نعمت عظمیٰ ہے۔ اس کے بند کرنے کے معنے یہ نہیں کہ بیماری تو موجود ہو۔ مگر دوا اور ڈاکٹر کو جواب دیدیا جائے قانون تو موجود ہو مگر اس کا شارح کوئی نہ ہو۔ جو اسے ضروریات زمانہ کے مطابق کر کے پیش کر سکے۔ وہ طب کی تصنیفات کے ہوتے ہوئے ڈاکٹر اور طبیب کی ضرورت تو سمجھتے ہیں وہ قانون کی موجودگی میں اس سے کام لینے والے وکیل اور فیصلہ کرنے والے جج کی اہمیت تو بخوبی جانتے ہیں مگر شریعت کی موجودگی میں اس سے کام لینے والے کسی نبی و رسول کی ضرورت سے ناواقف ہیں۔ ان کا یہ خیال ہے کہ چونکہ قرآن کریم ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اس لئے اس کے بعد کسی نبی و رسول کی جو سب سے بڑا مصلح ہوتا ہے ضرورت نہیں۔ گویا جن ضروریات کے پیش نظر نبی و رسول آیا کرتے تھے۔ ان کے نزدیک وہ سب پوری ہو چکی ہیں۔ اور تمام دنیا راہِ راست پر آ چکی اور شریعت پر پورے طور پر کاربند ہو کر اپنے مقصدِ اعلیٰ کو حاصل کر چکی ہے۔ اور دنیا میں اصلاح کا کوئی کام یا حالت منتظرہ باقی نہیں رہی۔ چنانچہ مولوی محمد علی صاحب سابق امیر منکرین خلافت اپنی تفسیر جلد ۲ صفحہ ۴۷۳ میں لکھتے ہیں:۔

"اس بات کی شہادت کہ آپ کے بعد رسول نہ آئیں گے۔ دوسری جگہ سے ملتی ہے جہاں فرمایا الیوم اکملت لکم دینکم آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا۔ رسول تو دین سکھانے آتے تھے جب اللہ تعالیٰ نے دین کو کامل کر کے پہنچا دیا تو پھر رسولوں کے آنے کی ضرورت بھی باقی نہ رہی جب کمال شریعت اور شریعت کے آنے کے لئے مانع ہو گیا تو کمال نبوت بھی اور نبی کے آنے کے لئے مانع ہو گیا جو ضرورت تھی وہ پوری ہو گئی۔ آفتاب رسالت شمس نصف النہار کی طرح چمک رہا ہے۔ اس لئے اب کسی رسول کی ضرورت دنیا کو نہیں"۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا واقعہ میں ایسا ہو چکا ہے تو پھر بیشک کسی نبی و رسول کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ لیکن اگر حقیقت اس کے خلاف ہے۔ اور دنیا کی ابتر حالت پہلے سے بھی زیادہ اس امر کی متقاضی ہے کہ اس کے علاج و اصلاح کے لئے کوئی قابل ذکر وجود پیدا ہو۔ تو پھر نبوت کا دروازہ بند نہیں ہو سکتا۔

انسان جسم اور روح سے مرکب ہے۔ جس طرح نظام عالم میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی جسمانی ضروریات کے لئے ہر قسم کے سامان رکھ دیئے ہیں۔ اور ان کو پورا کرنے کے لئے کسی پہلو سے بھی ان کو نظر انداز نہیں کیا۔ اسی طرح روح جو جسم سے اعلیٰ اور افضل اور مقدم اور مقصود شئے ہے۔ اس کی ضروریات کو پورا کرنا اس سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ ادنیٰ چیز کی ضروریات کو پورا کرتا چلا جائے۔ اور اس کے لئے اس کے چاروں طرف خزانے جمع کر دے مگر اعلیٰ اور مقصود چیز کی مستقل ضروریات کے لئے کوئی بھی اعلیٰ سامان نہ کرے اور اسے بالکل ہی بھلا دے یا اس کی طرف سے لاپرواہی اختیار کرے ایسا قطعاً نہیں ہو سکتا۔ نیز اس نے اس کی ضروریات کے پورا کرنے کے لئے بھی اعلیٰ سامان پیدا کیا ہے۔ اور وہ آئندہ بھی کرتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ کہ واتاکم من کل ما سألتموہ کہ جسمانی اور روحانی ہر لحاظ سے انسان کے تقاضوں کو پورا کرنے کا اس نے سامان کر رکھا ہے۔ اسی طرح دوسری جگہ فرماتا ہے۔ ان علینا للھدیٰ کہ ہم انسان کی ضروریات اور اس کے گرد و پیش کے حالات کے لحاظ سے اس کے لئے خود سامان کیا کرتے ہیں اور آئندہ بھی کریں گے۔ پس انسان کی عقل و فطرت اور قانون نیچر سبھی اسبات کی طرف ہماری راہنمائی کرتے ہیں۔ نیز خدا تعالیٰ کا یہ قول بھی کہ جب بھی حالات اور ضروریات زمانہ کا تقاضا ہو گا۔ اس کی طرف سے بہتر سے بہتر سامان ہدایت کیا جائے گا اور اس کا دروازہ کھلا رہے گا تا کہ انسان اس جہت سے اپنی ضروریات کو پورا کرنے سے محروم نہ رہے۔ یہی خدا تعالیٰ کی رحمانیت کا تقاضا ہے۔ ورنہ خدا تعالیٰ کی رحمانیت کی صفت جس کا تعلق انسان سے ہے اس جہت سے معطل اور بیکار ماننی پڑے گی۔ اور یہ تسلیم کرنا ہو گا کہ وہ اس شان سے ظاہر ہوتی بند ہو گئی ہے جس شان سے وہ پہلے ظاہر ہوا کرتی تھی۔ پس اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت کے اظہار کا یہ تقاضا ہے کہ وہ آنحضرت صلعم کے بعد بھی اسی طرح جاری رہے جس طرح پہلے جاری تھی۔ ورنہ یہ ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ پہلے تو ضرورت کے مطابق نبی بھیجتا رہا ہے۔ لیکن اب اس کی یہ صفت ہمیشہ کے لئے بیکار ہو گئی ہے۔ کہ باوجود ضرورت کے اس نے نبی بھیجنے بند کر دیئے ہیں۔

مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی لکھنؤی ایڈیٹر صدق لکھنؤ تصوف اسلام کے باب "مرشد کی تلاش" میں ایک سائل کے جواب میں لکھتے ہیں:۔

"کہا جاتا ہے کہ تمسک بالکتاب والسنۃ کے بعد کسی رسمی شیخ کی ضرورت کیا باقی رہ جاتی ہے ..... اصل ضرورت تو مردہ رسم میں حقیقت کی جان ڈالنے کی ہے۔ اور پھر دوسری بات یہ کہ حقیقی تمسک بالکتاب والسنۃ بغیر کسی زندہ شخصیت کے توسط کے عموماً (اور تنہا) ناممکن اور ممکن بھی ہو تو آسان کب ہے؟"

صفحہ ۲۱۴/۲۱۶ پر تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"فطری و ربانی ترتیب تو یہ ٹھیری کہ پہلے پیامبر پھر پیام پہلے طبیب پھر نسخہ پہلے ہادی پھر ہدایت اب اگر اس ترتیب کو الٹ دینا چاہیں اور ہادی سے قطع نظر کر ہدایت تک اپنی حد سے نیاز ہو کر مسائل تک پہنچ جاتا ہو تو یہ فطری اور ربانی ترتیب سے موافقت نہ ہوئی" .....

"..... کونسی صنعت ایسی ہے جس میں استاد کی مدد ناگزیر نہیں۔ شاعری۔ ادب۔ طب۔ قانون۔ ریاضی۔ انجنیری۔ آخر کونسا شعبۂ زندگی ہے۔ درآنحالیکہ ہر علم و فن اور فن اور ہر صنعت پر بیشمار کتابیں چھوٹی اور بڑی مبتدی و منتہی دونوں کے کام کی موجود ہیں۔ تو پھر آپ کی عقل یہ کیسے قبول کر لیتی ہے کہ روحانیت کا علم جو ان سب علوم سے لطیف تر ہے وہ بلے استاد رہجانے سے کوئی نقص پیدا نہ کرے اور تزکیہ نفس کا فن جو سارے فنون سے دقیق تر ہے۔ محض کتابوں کی مدد سے پورا آ جائے گا؟ اللہ کی معرفت جو معرفت سے نازک تر ہے بغیر کسی رہبر و معلم کے از خود پوری طرح حاصل ہو جائے گی؟" (صفحہ ۲۱۶)

پس ذیل میں اُن ضروریات اور مقاصد کا جائزہ لیتے ہوئے جن کے پیش نظر دنیا میں نبی آتے رہے اس پر بحث کی جائے گی کہ آیا وہ ضروریات اب موجود ہیں یا نہیں اگر ہیں تو اس زمانہ میں بھی نبی کی ضرورت مسلّم ہے۔ اور اگر ضروریات ہی باقی نہیں تو نبی کے آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا!!

سو واضح ہو کہ زمانہ ماسبق میں نبیوں کی بعثت و آمد کے بہت سے اسباب و وجوہات ہیں۔ بہت سے اغراض و مقاصد ہیں۔ بہت سے فوائد و برکات ہیں جو ان کے دنیا میں بھیجے جانے کے وقت مدنظر ہوتے تھے ہاں نبیوں کی آمد کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ وہ کسی قوم کی ہدایت و راہنمائی کے لئے وقت کی ضرورت اور انسانی دماغ کے ارتقاء کے مطابق کوئی دستور شریعت اور قانون لایا کرتے تھے۔ چنانچہ ان کے ذریعہ سے مختلف زمانوں میں مختلف ممالک اور اقوام کی طرف شریعت آتی رہی۔ اور جب تک کہ انسانی دماغ اپنے کمال اور

عروج کے انتہائی نقطہ کو پہنچ گیا۔ اور اقوام کے میل ملاپ اور اجتماع کی خاص صورت پیدا نہ ہو گئی۔ شریعت کے مخصوص اجزاء نازل ہوتے رہے۔ شریعت کی مثال مدارس کے کورس اور نصاب سے دی جا سکتی ہے۔ جو آہستہ آہستہ ترقی کر کے درجہ بدرجہ کمال تک پہنچتا ہے۔ چونکہ خدا تعالےٰ اپنی مخلوق کے لئے ایک مرکزی نقطہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لئے جب انسانی دماغ اپنے ارتقار کے تمام منازل طے کر چکا اور وہ شریعت کی باریکیوں کے سمجھنے کے قابل ہو گیا۔ اور ادھر رسل و رسائل کے ذرائع اور وسائل بھی کماحقہٗ پیدا ہونے شروع ہو گئے۔ اور اجتماع کی صورت پیدا ہو گئی۔ تو خدا تعالےٰ نے سب کے لئے ایک ہی کامل و مکمل شریعت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعہ سے نازل کر کے اس انسانی ضرورت کو ہمیشہ کے لئے پورا کر دیا۔ اور چونکہ آپ کی لائی ہوئی شریعت ہمیشہ کے لئے ہے۔ اس طرح اس کی حفاظت کا ذمہ بھی اس نے خود آپ ہی اٹھا لیا۔

پہلی شرائع چونکہ آخری اور کامل و مکمل نہ تھیں اور نہ وہ تمام بنی نوع انسان کے لئے تھیں۔ نیز انسانی دماغ بھی اپنی پوری نشو و نما کی آخری منزل اور نقطہ کے لحاظ سے ناقص تھا۔ اس لئے شرائع کا سلسلہ درجہ بدرجہ جاری رہا۔ اور خدا تعالےٰ نے اس کی حفاظت کا بھی ذمہ نہ لیا۔ چونکہ وہ بدل جانے والی چیز تھی۔ اس لئے محفوظ نہ رہی۔ اور زمانہ کی دست برد کا شکار ہو جانے اور عدم ضرورت کی وجہ سے منسوخ ہو گئی۔ اور اس کی جگہ ہر لحاظ سے کامل اور مستقل شریعت و قانون نے لے لی۔ جب آخری شریعت آ گئی۔ تو شریعت والی نبوت کا دروازہ بند ہو گیا۔

چنانچہ خدا تعالےٰ نے قرآن مجید میں اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ کہ آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا۔ اور اسبارہ میں اپنی نعمت کو تم پر پورا کر دیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس کے بعد کسی نئی شریعت کے لے کر کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ شریعت والی نبوت کا دروازہ بند ہو گیا۔ لیکن چونکہ نبوت کا صرف یہی مقصد نہ تھا کہ وہ شریعت لائے کہ اس کی تکمیل کے بعد اس کی ضرورت کلیۃً ختم سمجھی جائے۔ بلکہ اس کے اور بھی بہت سے فوائد و برکات ہیں۔ اور بہت سے اہم کام ہیں۔ جن کے لئے اس کی ضرورت پڑتا ہے اس لئے ان کے حصول کے لئے غیر شرعی نبوت کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے اگر نبوت کے تمام دواعی و بواعث اور اس کے اسباب ختم ہو جاتے تو پھر بیشک یہ کہا جا سکتا تھا۔ کہ حضرت رسول کریم صلعم کے بعد نبوت کی ضرورت نہیں رہی۔ اس کا دروازہ کلیۃً مسدود ہو چکا ہے۔ اور آپ کے بعد اب کسی قسم کا بھی کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ مگر چونکہ اس کی ضرورت آپ کے بعد بھی باقی ہے۔ اس لئے وہ بھی باقی ہے۔

شرعی اور غیر شرعی نبوت

اصل بات یہ ہے کہ نبوت دو قسم کی ہے (۱) شرعی (۲) غیر شرعی۔ پس پہلی قسم کی نبوت کی ضرورت ختم ہو گئی ہے۔ اس کا دروازہ بند ہو گیا ہے۔ لیکن دوسری قسم کی نبوت کی ضرورت باقی ہے۔ اس کا دروازہ بھی ہمیشہ کے لئے کھلا ہے وہ نہ کبھی بند ہوا نہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہی خدا تعالےٰ کی سنت ہے۔ کہ وہ جس چیز کی ضرورت باقی سمجھتا ہے۔ اس کا وجود بھی باقی رکھتا ہے۔ اور ضرورت کی موجودگی میں اسے کبھی ختم نہیں کرتا۔ آنحضرت صلعم سے قبل بھی شریعت کے نزول کے بعد غیر تشریعی انبیار آتے رہے۔ وہ اپنے ساتھ کوئی نئی شریعت نہ لایا کرتے تھے۔ بلکہ ان کے آنے کی اغراض کچھ اور ہی ہوا کرتی تھیں۔ کیونکہ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ خدا تعالےٰ بلا وجہ ہی ان کو بھیجتا رہا ہو۔ اور ان کی آمد کی کوئی غرض ہی نہ ہو۔ بلکہ ان کے آنے کی دوئی نہ کوئی غرض و ضرورت ضرور ہوتی تھی۔ انسان اگر ذرا غور کرے۔ تو اس کے لئے یہ سمجھنا کچھ بھی مشکل امر نہیں۔ کہ شریعتیں بغیر انبیاء کے نہیں آتی رہیں۔ بلکہ ان کے ساتھ انبیار بھی آتے رہے۔ اگر اکیلی شریعت کافی ہوتی۔ تو خدا تعالےٰ اوپر سے شریعت تو نازل کر دیتا۔ مگر اس کے ساتھ کسی نبی کو نہ بھیجتا۔ لیکن اس کے برعکس ہم دیکھتے ہیں۔ کہ کوئی شریعت بغیر نبی کے نہیں آئی۔ بلکہ شریعتوں کے نزول کے بعد بھی غیر شرعی انبیار آتے رہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ انبیار کے آنے کی صرف یہی غرض نہ تھی۔ کہ وہ شریعت لا دیں۔ بلکہ ان کی اور اغراض بھی ہوتی تھیں۔ پس ان کی آمد کسی نہ کسی دیگر غرض کے ماتحت ہی ہوا کرتی تھی۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ بنی اسرائیل میں بہت سے ایسے انبیار آئے۔ جو بہت سے کام کرتے رہے۔ اب ہمیں سوچنا چاہیئے۔ کہ ان کی بعثت کی کیا اغراض تھیں۔ اور یہ بھی کہ کیوں اللہ تعالےٰ شریعتوں کے ساتھ انبیار بھیجتا رہا اور کیوں شریعتوں کے آ جانے کے بعد بھی وہ آتے رہے۔ اگر وہ شریعتیں اپنے زمانہ و قوم کے لئے کافی تھیں تو نبوت کا دروازہ کم از کم ان کے بعد اس قوم کے لئے بالکل مسدود ہو جانا چاہیئے تھا۔ جیسا کہ اب خیال کیا جاتا ہے۔ اس وقت تک کیوں انکی تکمیل کی وجہ سے انکی طرف غیر شرعی نبی آنے بند نہ ہو گئے۔ اگر تکمیل روک ہے۔ تو غیر تشریعی نبوت کا دروازہ بھی ان کے لئے بند ہو جانا چاہیئے تھا۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد اس وجہ سے ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہو گیا۔ کہ قرآن کریم مکمل کتاب ہے۔ دین کامل ہو چکا ہے۔ اب کسی بھی نبی کی ضرورت نہیں۔ ان کے نزدیک نبوت کی صرف یہی غرض تھی کہ وہ شریعت لا دے ان سے ہمارا یہ سوال ہے کہ جو انبیاء بغیر کسی نئی شریعت کے آتے رہے۔ وہ کس طرح اور کیوں آتے رہے۔ دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ والی آیت کے ذریعہ سے شریعت و دین مکمل ہو چکا تھا۔ اور نبی کی ضرورت بھی باقی نہ رہی تھی تو پھر اس کے ساتھ ہی آنحضرت صلعم کی بھی ضرورت ختم ہو جانی چاہیئے تھی مگر برعکس اس کے ہم دیکھتے ہیں کہ آپ اس کے بعد بھی اڑھائی تین ماہ تک دنیا میں رہے تکمیل شریعت کے بعد بھی ایک عرصہ تک ضرورت کے پیش نظر اللہ تعالےٰ نے آپ کو دنیا میں رکھا۔ آپ کا قیام بیکار نہ تھا۔ ورنہ اسی دن آپ واپس بلا لینا ضروری تھا۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے ایسا نہیں کیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ نبی کا کام صرف شریعت لانا ہی نہیں بلکہ اس کے اور بھی کئی کام ہیں۔

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے زمانہ کے لحاظ سے مکمل شریعت لائے تھے۔ پھر بھی بنی اسرائیل میں ان کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک لگاتار انبیار آتے رہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَقَفَّیْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ۔ کہ ہم نے ان کے بعد پے در پے اور لگاتار انبیار بھیجے۔ جن کی غرض ان کے کام کی سرانجام دہی تھی۔

اب ہم اپنے غیر احمدی اور پیغامی دوستوں سے پوچھتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے ان انبیاء کے آنے کی کیا ضرورت تھی۔ جن کا اس مذکورہ بالا آیت میں ذکر ہے۔ کیا وہ نئی شریعتیں لے کر آتے رہے۔ اگر وہ نئی شریعتیں لے کر آتے رہے تو وہ ہمیں بتائیں کہ وہ کونسی شریعتیں ہیں جو انہوں نے پیش کی تھیں۔ اور اگر وہ کوئی نئی شریعتیں نہ لائے تھے تو کیا وہ بلا ضرورت بھیجے گئے تھے۔ یہ تو ناممکن ہے کہ اللہ تعالےٰ انہیں بلا ضرورت ہی بھیج دیا کرتا تھا۔ یقیناً ان کی آمد کے بہت سے اغراض و مقاصد اور فوائد تھے۔ کئی وجوہات اور اسباب تھے جن کی وجہ سے اللہ تعالےٰ انہیں مبعوث فرماتا رہا ہے اور اسرائیلی شریعت کے بعد بھی ان کی ضرورت سمجھی جاتی رہی۔ پس بلا وجہ اور بغیر سوچے سمجھے نبوت کے دروازہ کو بند کرنے کا فتوےٰ دینا یقیناً معقول طریق نہیں ہو سکتا۔ آخر کوئی ضرورت تو ہے جسے مدنظر رکھ کر مسلمانوں کو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی آسمان سے آمد کا انتظار ہے اگر تکمیل شریعت غیر شرعی نبی کے آنے میں روک ہے۔ تو پھر ان کے متعلق یہ طویل و شدید انتظار بے سود ہے۔ یہ دونوں خیالات ایک دوسرے سے صریح متضاد پڑے ہوئے اور ایک دوسرے سے ایسے سخت مخالف ہیں کہ ان کا اختلاف اور تخالف کسی طرح بھی دور نہیں کیا جا سکتا۔

اس پر مستزاد یہ کہ قرآن کریم میں سے کم از کم دو درجن آیات اور بہت سی احادیث امکان و اجرائے نبوت کے متعلق پیش کی جاتی ہیں۔ اگر نبوت کا دروازہ مسدود ہو چکا ہوتا تو خدا تعالےٰ اور نبی کریم صلعم کبھی اس کے خلاف اظہار نہ فرماتے۔ ایسا ہی سلف صالحین کے اقوال بھی اس خیال کی بڑی سختی سے تردید کر رہے ہیں۔ یہ تو الگ ایک مستقل مضمون ہے۔ جس پر بیسیوں دفعہ ہماری جماعت کی طرف سے روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ اس وقت تو صرف یہ امر زیر بحث ہے کہ نبی کی ضروریات کیا ہیں۔ اور پھر کون سے ایسے حالات ہیں۔ جن کی وجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد بھی نبی آ سکتا ہے۔ اگر یہ ضروریات ہمارے بھائیوں کی سمجھ سے بالا ہیں۔ تو جائے تعجب ہے۔ کہ ہم انہیں قرآن کریم اور احادیث کی روشنی میں بیان کر دیتے ہیں۔ آگے ان سے فائدہ اٹھانا ان کا کام ہے۔

مقتضیات نبوت بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

وہ ضروریات جن کی وجہ سے آنحضرت صلعم کے بعد بھی نبی آ سکتا ہے حسب ذیل ہیں:۔

(۱) ایک نبی کی آمد کے متعلق سابقہ پیشگوئیوں کا پایا جانا نبی کی ضرورت کو ظاہر کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد نبی کے آنے کی ایک ضرورت یہ بھی ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے مذاہب میں ایک عظیم الشان مصلح یا اوتار کے آنے کی پیشگوئی موجود ہے۔ یہ الگ امر ہے کہ وہ موعود اقوام عالم کس قوم اور کس ملک میں آنے والا تھا۔ مگر ہمیں یہ ضرور تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ وہ آنے والا ضرور تھا۔ یہ وہی اوتار ہے جسے ہم نبی کہتے ہیں۔ پس نبی کی ضرورت ظاہر ہے۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ آپ کے بعد کسی نبی کے آنے کی کوئی ضرورت نہ تھی تو اس کے متعلق پیشگوئی کرنے والے تمام مصلحین کو جھوٹا قرار دینا پڑے گا پس

ادتار یا نبی کا آنا ضروری تھا۔ جو ان پیشگوئیوں کو آکر پورا کرتا۔ اور اس طرح انکی تصدیق کرتا ورنہ وہ کسی صورت میں بھی سچے نہیں ٹھہر سکتے۔ نبوت کے دروازہ کو بند قرار دینے والوں کے پاس اس مشکل کا کوئی حل نہیں۔

(۲) نبی کی ایک ضرورت یہ بھی ہے کہ خود قرآن کریم اور احادیث اور تیرہ سو سالہ کے اقوال سلف صالحین اور کشوف و رؤیا بتاتے ہیں۔ کہ آخری زمانہ میں اس اُمت کے لئے ایک نبی آئے گا۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ تو ان تمام آیاتِ قرآنیہ اور احادیث و اقوال اور کشوف و رؤیا کو جھوٹا اور جعلی قرار دے کر رد کرنا پڑے گا۔ اور اس طرح اسلام کا تمام تار و پود اور شیرازہ بکھر کر رہ جائے گا۔ حالانکہ ایسا ہونا ناممکن ہے۔ یہ تمام چیزیں اپنی اپنی جگہ سچی اور درست ہیں۔ قرآن کریم نے اپنے متعدد مقامات میں نبیوں کے آنے کا ذکر کیا اور بتایا ہے کہ نبی ضرورت کے وقت آ سکتا ہے۔ اور پھر یہ بھی بتایا ہے کہ وہ آئے گا۔ پس دروازہ نبوت کو بند قرار دینا گمراہی اور حد سے تجاوز ہے۔ اور خدا کی ناراضگی کا بھی موجب ہے۔ جیسا کہ پیچھے گذر چکا ہے۔ چنانچہ سورۃ جمعہ میں و آخرین منھم لما یلحقو بھم میں فرمایا ہے۔ کہ جس طرح عربوں میں ایک عظیم الشان رسول اللہ تعالےٰ نے مبعوث فرمایا ہے اسی طرح اوروں کے لئے ان ہی میں سے جو ابھی انہیں نہیں ملے بھیجے گا اگر آنحضرت صلعم کے بعد قیامت تک کوئی بھی نبی و رسول نہ آوے تو خدا تعالےٰ کا یہ وعدہ پورا ہونے سے رہ جائے گا۔ علاوہ ازیں اللہ تعالےٰ نے قرآن میں ایسی آیات جو آئندہ نبی کی آمد سے تعلق رکھتی ہیں۔ بلا ضرورت ہمیشہ کے لئے قرآن کریم میں کیوں رکھ دیں۔ مخالفین اجرائے نبوت کے پاس ان باتوں کا کوئی جواب نہیں کہ یہ پیشگوئیاں کس طرح پوری ہو سکتی ہیں یا یہ آیت خدا تعالےٰ نے کس حکمت کے ماتحت قرآن کریم میں نازل فرمائی ہیں۔ اور کس غرض سے انہیں پیش نظر رکھنے کا حکم دیا ہے۔ ان امور کے متعلق تو وہ یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ ان کا تعلق پرانے واقعات سے ہے کہ انکو ماضی کے پرانے قصے قرار دیکر نظر انداز کر دیا جائے۔ اسلئے بہتر یہی ہے کہ وہ ان امور میں قرآن کریم کا ساتھ دیں اور خواہ ساری دنیا کے موجودہ لوگ قرآن کریم کے خلاف ہوں انکی پرواہ نہ کریں۔ اور علماء کو بھی چاہئے کہ ان آیات پر ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ ان آیات کا کیا مطلب لیا جائے جن میں آئندہ نبی کی بعثت کا ذکر موجود ہے یا امکان نبوت کا ذکر پایا جاتا ہے۔ حدیث مسلم میں صاف طور چار دفعہ آنے والے مسیح کے لئے نبی کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اور مسلمان بھی تیرہ سو سال سے نبی ہی کے منتظر چلے آ رہے تھے آج ان کو کیا ہو گیا کہ وہ اس سے منکر ہو بیٹھے ہیں۔ انکی تیرہ سو سالہ کی طویل اور شدید انتظار ایک نبی کی ضرورت کو تسلیم کراتی ہے آخر ایک نبی کی آمد انہیں کیوں بُری لگتی ہے اگر کسی نبی کا آنا انہیں بُرا لگتا ہے۔ تو پھر دوسری طرف اپنی منہ سے وہ یہ کیوں کہتے ہیں کہ ایک نبی آنے والا ہے اگر وہ خود ایک نبی کی آمد ضروری قرار دیتے ہیں تو اسی ضرورت کے پیش نظر ہم بھی کہتے ہیں کہ نبی آئے گا۔ نبی کے آنے کے ہم دونوں فریق قائل ہیں۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ وہ پرانے کی آمد کے منتظر ہیں ہم نئے کی آمد کے قائل ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ وہ آنے والا آ چکا ہے۔ کیا نئے نبی کی آمد سے کسی نقصان کا اندیشہ ہے جو پرانے کے آنے سے نہیں ہمیشہ دنیا میں نئے انبیاء ہی آتے رہے پرانا تو کبھی بھی نہیں آیا کا اب یہ سمجھ لیا جائے کہ پرانا بھی آ سکتا ہے۔ نئے نبی کے آنے سے کوئی دقت پیش نہیں آتی اسکی آمد بھی اسی طرح سراسر رحمت ہے جس طرح ہمیشہ نبیوں کی آمد ہوا کرتی تھی (باقی)

منقولات

حج بیت اللہ کے موقع پر

حاجیوں اور مسلمانانِ عالم کے نام شاہ سعود کا پیغام

اس سال ۱۰ر ذی الحجہ ۱۳۷۷ھ کو تمام عالمِ اسلام اور دوسرے غیر مسلم اکثریت والے ملکوں میں آباد مسلمانوں نے عید الاضحی کی تقریبِ سعید منائی اور حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہم السلام کے اسوۂ حسنہ پر عمل کا مظاہرہ پیش کیا۔ حجازِ مقدس میں جمعہ کے روز حج ہوا اس موقعہ پر اطرافِ عالم سے آئے ہوئے ۷ لاکھ فرزندانِ اسلام بارگاہِ رب العزت میں سر بسجود ہوئے جنہوں نے اپنے رب سے عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے سنتِ ابراہیمیؑ پر عمل کیا۔ اس اجتماع میں ہندوستان کے تقریباً پندرہ ہزار زائرینِ حج بیت اللہ بھی موجود تھے۔ حج بیت اللہ کے اس عظیم اور شاندار اجتماع میں گرمی کی شدت کے باوجود خدا کا شکر ہے کہ وبائی قسم کا کوئی مرض نہیں پھیلا۔ جیسا کہ سعودی عرب کی وزارتِ صحت نے اعلان کیا ۷ لاکھ کے اس مقدس اجتماع میں صرف ۲۰ اموات واقع ہوئیں ان میں کچھ لوگوں نے ضعیفی اور کچھ نے گرمی کے سبب داعی اجل کو لبیک کہا

ہر سال حج بیت اللہ کے موقعہ پر محافظِ حرمین شاہ سعود کی طرف سے حاجیوں اور دنیا بھر کے تمام مسلمانوں کے نام ایک خاص پیغام دیا جاتا ہے۔ اس سال جو پیغام دیا گیا اور اس کا ترجمہ اخبار الجمعیۃ دہلی مجریہ ۶ جون ۵۸ء میں شائع ہوا اسے احباب جماعت کی واقفیت کے لئے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:۔

" سعود بن عبد العزیز کی طرف سے خانہ کعبہ کے زائرین اور عالم کے تمام مسلمانوں کے نام اور ان کے نام جن تک یہ پیغام پہنچے"۔ رحمتیں اور سلامتی ہو آپ پر۔ خدائے تعالےٰ کی تعریف کرتا ہوں۔ میں اس خدائے برتر کی اس کی فیاضیوں کے لئے اور سچائی کے راستہ پر راہنمائی کے لئے اور رحمتیں ہوں خدا کی اس کے پیغمبر پر جس نے اس کا واضح پیغام ہم تک پہونچایا۔

برادرانِ من!

اس موقعہ پر یہ عظیم مقدس سرزمین ایک ذریعہ بنی ہے بارگاہِ رب العزت میں سجدہ تشکر و امتنان ادا کرنے کا اور اس مقدس مقام پر پہونچکر اپنے پیغمبر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے اور صرف خدا کی عبادت کرنے کا جس کے سامنے ہم تمام انکساری کے ساتھ اپنے سروں کو جھکاتے ہیں اور اپنے ماضی کے تمام گناہوں و قصوروں پر منفعلی و عفو طلب کا اور ایک اچھی زندگی کی طرف رہنمائی کی توقع کرنے اور یہ توقع کرنے کا کہ خدا ہمارے حج کو اپنی رحمتوں سے قبول فرمائے۔

میرے بھائیو!

مسلمان انہیں حالات میں خوش رہ سکتے ہیں جب وہ خدا پرستی کی طرف ایک دوسرے کو ہدایت اور نصیحت کرتے رہیں جو کچھ انہیں اپنے دشمنوں سے نقصان پہنچا وہ اس لئے کہ انہوں نے اپنے خدا اور اس کے پیغمبرؐ کی ہدایات پر عمل نہیں کیا۔ یہ ہدایات ہمارے اتحاد کا موجب اور ہمارے عروج کا سبب رہی ہیں۔ خدا نے انہیں نصرت کی خوشخبری دی ہے۔ جو اس پر اعتقاد رکھتے ہیں کیونکہ فتح و کامرانی ہے خدا کے لئے اس کے رسول کے لئے اور ان کے ماننے والوں کے لئے۔ اگر آج ہم خدا پر قطعی اعتقاد کا فیصلہ کریں اور ایک دوسرے کے ساتھ شریفانہ سلوک کریں۔ تو ہمیں اس میں شبہ نہیں کہ ہم اپنی پسندیدہ منزلِ مقصود کو پالیں گے۔

میرے بھائیو!

مسلمانوں کو خود غرضانہ امور پر اختلاف نے نقصان پہونچایا ہے۔ اور زبان و عمل کے اتحاد میں نجات ہے اور کسی میں نہیں۔ ہم نے اس مقصد کو حاصل کرنے کی تمام کوششیں کی ہیں اور ہم وہ تمام کوششیں کرتے رہیں گے جن سے ہماری قوم کو باعزت پوزیشن یہاں اور آخرت میں حاصل ہوگی۔

برادرانِ من!

ہم نے اللہ تعالےٰ سے اس کے دین کے تحفظ اور ہر کہیں مسلم عرب مفاد کے تحفظ کا وعدہ کیا ہے اور ہم ان وعدوں پر کاربند ہیں۔ ہم اس وقت تک کوشش کرتے رہیں گے جب تک خدا ہمیں کامیابی عطا نہ فرمائے۔ ہم کسی کے خلاف جارحانہ عزائم نہیں رکھتے لیکن ہم دفاعی رویہ کو ان تمام امور میں جو ہمیں درپیش ہیں یا جو عربوں اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا موجب ہو سکتے ہیں پوری طاقت کے ساتھ اختیار کریں گے۔ ہم نے فلسطین کو فراموش نہیں کیا ہے۔ ہم اس کو کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔ وہ ہمیشہ ہماری آنکھوں کے سامنے رہتا ہے اور اسوقت تک ہماری آنکھوں کے سامنے رہے گا جب تک حملہ آور وہاں سے نکل نہ جائیں۔ اور اس سرزمین کے فرزند وہاں واپس نہ چلے جائیں۔

ہمارے ذہن میں الجزائر بھی ہے جو بدترین قسم کے حملہ اور بربادی کے خلاف لڑ رہا ہے ہم اس عظیم مقدس موقعہ پر دعا کرتے ہیں کہ وہ وہاں پر ہمارے بھائیوں کو فتح و کامرانی عطا فرمائے (باقی صفحہ پر)

عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر

بیرونجات کے دوستوں کی طرف سے قادیان میں قربانی کا انتظام

حسب سابق امسال بھی میں نے اخبار بدر کے ذریعہ بیرونجات کے احباب کو اس بات کی تحریک کی۔ کہ عید الاضحیہ کے موقعہ پر جو دوست اس بات کی خواہش رکھتے ہیں۔ کہ اُن کی طرف سے قادیان میں قربانی کی جائے۔ وہ اپنے ارادہ سے مجھے مطلع کریں اور مناسب رقم بھی ارسال فرمائیں۔ چنانچہ اس تحریک پر اندرون ملک سے حسب ذیل دوستوں نے رقوم ارسال کی ہیں۔ اور ان کی طرف سے یہ قربانیاں کر دی گئی ہیں۔ خدا تعالےٰ انہیں قبول فرمائے اور بیش از پیش خدمتِ دین کی توفیق دے۔ اور اُن کے اخلاص و اموال میں برکت ڈالے۔ آمین۔

خاکسار عبدالرحمان امیر جماعت احمدیہ قادیان

۱ مکرم سید اختر احمد صاحب پروفیسر پٹنہ۔
۲ مکرم سید فضل احمد صاحب گیا۔
۳ مکرم سیٹھ عبدالحی صاحب یادگیر۔
۴ محترمہ سارہ بیگم صاحبہ کلکتہ
۵ مکرم ملک محمد اسمٰعیل صاحب بھاگلپوری
۶ مکرم کریم خان صاحب شموگہ معرفت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب
۷ محترمہ والدہ صاحبہ بشیر الدین صاحب حیدرآباد
۸ مکرم ڈاکٹر بدر الدین صاحب بورنیو۔
۹ مکرم محمد رفیق صاحب مدراس
۱۰ مکرم شاہ محمد صاحب انڈونیشیا۔
۱۱ مکرم سید داؤد احمد صاحب
۱۲ محترمہ اہلیہ صاحبہ سید داؤد احمد صاحب
۱۳ مکرم ظہور حسن صاحب دانی بردہ
۱۴ محترمہ والدہ ڈاکٹر شمیم احمد صاحب
۱۵ مکرم محمد اسمٰعیل صاحب غوری۔

وقفِ جدید کی اہمیت اور احبابِ جماعت سے التماس

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے جماعت میں تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی اعتبار سے خاص بیداری اور جوشِ عمل پیدا کرنے کے لئے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے "وقفِ جدید" کی تحریک جاری فرمائی ہے۔ اور اس تحریک کی اہمیت اور فائدہ کے پیشِ نظر اس کو صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید سے علیحدہ تنظیم بنانے کا ارشاد فرمایا ہے۔ چنانچہ قادیان میں وقفِ جدید انجمن احمدیہ کے نام سے اس کا اجراء کر دیا گیا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا منشاء ہے کہ اس تحریک کے ماتحت مختلف علاقوں میں واقفین کو پھیلایا جائے۔ اور

"ہر مرکز سال میں پانچ ہزار آدمیوں کو اسلام میں پختہ کرے اور ان کی اصلاح و تعلیم کے کام کو مکمل کرے۔"

ہندوستان کے وسیع و عریض ملک میں مسلمانوں میں نیا جوشِ عمل، اخلاص اور تعلیم و تربیت کی بہت ضرورت ہے۔ بالخصوص ہر جماعت کو ان کاموں کے لئے ایسے احباب کی ضرورت ہے جو ان کو بیدار، فعال اور زندہ رکھ سکیں۔ اس سکیم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت مندرجہ ذیل طریق پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

۱۔ ہر مخلص احمدی جو اس تحریک پر شامل ہو سال میں کم از کم مبلغ -/۶ روپے اس سکیم کے ماتحت ادا کرے۔ اگر یکمشت ادائیگی مشکل ہو تو یہ رقم قسط وار بھی ادا کی جا سکتی ہے۔ چندہ کی رقوم دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان میں اس مد کی تصریح کے ساتھ بھجوائی جائیں۔ اور انجمن وقفِ جدید کے انچارج کو اس سے براہِ راست بھی اطلاع دی جائے۔

۲۔ جن احباب کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے وہ چھ روپے سالانہ سے زائد رقم کا بھی وعدہ اور ادائیگی فرما کر زیادہ ثواب کے مستحق ہوں۔ اور خاندان کے ہر فرد کو اس تحریک میں شامل فرمائیں۔

۳۔ زمیندار احباب اپنی زمینوں میں سے جس قدر ہو دینی اغراض کے لئے اس سکیم کے ماتحت وقف کریں۔ اور اس زمین کی سالانہ آمدنی وقفِ جدید کی انجمن کو ادا فرمائیں۔

۴۔ جو احباب مبلغ چھ روپے کی ادائیگی کی اکیلے توفیق نہ پائیں ان کے لئے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ رعایت دی ہے کہ ایک سے زائد افراد مل کر یہ رقم سالانہ پوری فرمائیں اور وعدہ کو مل کر باقاعدہ ادا کرتے رہیں۔

۵۔ جو احباب تبلیغی جوش و تجربہ رکھتے ہوں اور قرآن کریم کا سادہ ترجمہ اور مسائل ضروریہ جانتے ہوں اور کتب سلسلہ پڑھ سکتے ہوں۔ وہ اس تحریک کے ماتحت اپنے آپ کو وقف کریں۔ تاکہ ان کو مختلف حلقوں میں تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی کاموں کے لئے مقرر کیا جا سکے۔ ایسے واقفین اگر طب، کاشتکاری یا کسی ہنر کو جانتے ہوں تو زیادہ بہتر ہے ان کو مناسب گذارہ دیا جائے گا۔

امید ہے احباب اس مبارک تحریک میں خود بھی شامل ہوں گے اور دوسرے احباب میں بھی تحریک کر کے ان کو اپنے آپ کو ثواب کا مستحق بنائیں گے۔ جملہ امراء و صدر صاحبان اور سیکرٹریانِ مال سے استدعا ہے کہ وہ اس تحریک کے لئے وعدے لے کر مجھے بھجوائیں۔ اور جو رقوم وصول ہوں وہ دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان میں وقفِ جدید کی مد میں ارسال کر کے مجھے براہِ راست اطلاع فرمائیں۔ م

م۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو اور حافظ و ناصر رہے اور آپ سے زیادہ سے زیادہ اور خالص خدماتِ دینیہ لے کر بہترین اجر عطا فرما دے۔ آمین۔

(خاکسار انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان)

تحریک وقف جدید کے مالی جہاد میں حصّہ لینے والے احباب

احباب کو علم ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت مختلف مقامات پر جماعت کی تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی کاموں میں وسعت پیدا کرنے کے لئے وقفِ جدید کی تحریک کی سکیم شروع کی جا چکی ہے۔ اس مبارک تحریک میں بہت سے احباب شمولیت کر چکے ہیں۔ لیکن ابھی بہت سے احباب ایسے ہیں جنہوں نے اس سکیم کے ماتحت وعدہ نہیں لکھوایا اور ادائیگی نہیں فرمائی۔ حالانکہ صرف چھ روپے سالانہ یا آٹھ آنے ماہوار کی رقم کی ادائیگی سے اس کارِ ثواب اور کارِ خیر میں حصہ لیا جا سکتا ہے۔ یہ رقم کم از کم ہے اس سے زائد بھی حسبِ توفیق احباب دے سکتے ہیں۔

میں احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ اس تحریک میں شامل ہو کر جماعت کی ترقی میں حصہ لیں۔ ہندوستان کے وسیع ملک میں انتہائی جدوجہد اور قربانی سے کام کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔ آمین۔

اس تحریک میں شامل ہو کر چندہ دینے والے احباب کی فہرست کی قسط اوّل درج ذیل ہے۔ جزاھم اللہ

باقی احباب بھی جلد شامل ہو کر عند اللہ ماجور ہوں۔

خاکسار

مرزا وسیم احمد انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

نام	رقم	نام	رقم
شمس العارفین صاحب قادیان	-/۵۰	سید محمد محسن صاحب کٹک	-/۲
مستری محمد اسحاق صاحب 〃	-/۵۰	جماعت احمدیہ سنوگڑھ	-/۵۵
افتخار احمد صاحب اشرف 〃	-/۱	ڈوڈر بالاپور بنگلور	-/۱۰
چوہدری سعید احمد صاحب 〃	-/۱	انتخار احمد صاحب اشرف قادیان	-/۱
قریشی فضل حق صاحب 〃	-/۶	ڈاکٹر محمد سعید احمد صاحب جے پور	-/۶
قاضی شادبخت صاحب معہ اہلیہ		اہلیہ ڈاکٹر صاحب محمد سعید 〃	-/۶
مرحومہ قادیان	۶/۵۰	سید داؤد احمد صاحب مظفرپور	-/۱۲
منشی محمد شمس الدین صاحب امیر جماعت		مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل یادگیر	-/۱۲
احمدیہ کلکتہ	-/۶	سیکرٹری صاحب مال قادیان	۲۷/۵۰
جماعت احمدیہ یادگیر	-/۲۴	رحمت اللہ خان صاحب دہلی	-/۶
مستری محمد حسین صاحب قادیان	-/۶	صدیق امیر علی صاحب موگرالی	-/۱۸
سیکرٹری صاحب مال 〃	-/۲۶	حضرت صاحب منڈا سنگھ ہبلی	-/۱۸
عبدالرحمن صاحب فیاض 〃	-/۱	ڈاکٹر رفیع احمد صاحب فیض آباد	-/۱
بابا شکر الدین صاحب 〃	-/۵۰	صدیق امیر علی صاحب موگرالی	۶/۲۵
مولوی محمد ابراہیم صاحب 〃	-/۶	جماعت احمدیہ یادگیر	-/۷۵
محمد رفیق صاحب مدراس	-/۶	فیروز الدین صاحب	-/۲۵
صدیق امیر علی صاحب موگرالی	-/۲۴	انوار محمد صاحب راٹھ	-/۱۸
عبدالرزاق صاحب گونڈہ	-/۶	محمد شریف صاحب گجراتی	۱/۵۰
دفتر تبلیغ چوہدری فضل احمد صاحب د		یوسف احمد الہ دین صاحب	
عبدالحق صاحب	۱/۵۰	حیدرآباد دکن	-/۱۸
لجنہ اماء اللہ صاحبہ	۱۳/۷۵	محمد عبید اللہ صاحب 〃	۱۴/۵۰
مکرم مرزا وسیم احمد صاحب قادیان	-/۶	محمد رفیق صاحب مدراس	-/۶
احمد حسین صاحب وکیل ستوراپورہ	-/۶	ڈاکٹر غلام ربانی صاحب قادیان	-/۱
سید یعقوب الرحمن صاحب کٹک	-/۱۰	محمد احمد صاحب نسیم	-/۱
منشی منور علی صاحب ڈھینکانال	-/۳	انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان	

ایک مدرس کی فوری ضرورت

مدرسہ احمدیہ قادیان کے لئے ایک عربی دان معلّم کی ضرورت ہے۔ خصوصیت سے علم منطق، فلسفہ اور عربی ادب کی تعلیمی مہارت رکھنے والے معلّم کو ترجیح دی جائے گی۔ تنخواہ بالمقطع ایک سو روپیہ ماہوار دی جائے گی رہائشی مکان مفت دیا جائے گا۔ جماعت احمدیہ نیز غیراز جماعت معلّموں کی درخواستیں مقامی امیر یا پریذیڈنٹ اور مبلغ کی تصدیق کے ساتھ آنی ضروری ہیں۔ ناظر تعلیم و تربیت قادیان۔

چندہ نشر و اشاعت

میں

احباب جماعت کی مخلصانہ شمولیت

جیسا کہ احباب کو بذریعہ اعلان اطلاع دی جا چکی ہے۔ کہ چندہ نشر و اشاعت کا کام مشروع ہو چکا ہے اور ہمارے وسیع ملک میں سینکڑوں زبانیں ہیں۔ اور ان میں لٹریچر کی اشاعت کی ضرورت ہے۔ روحانیت کے لئے پیاسی روحیں پیغام حق کے واسطے تڑپ رہی ہیں سلسلہ حقہ کی تبلیغ کے لئے فضا ساز گار ہے میدان تیار ہے یہ ہمارا کام ہے کہ اس سازگار فضا سے فائدہ اُٹھائیں اور لوہے کو گرم حالت میں کوٹ کر روحانیت کے سانچے میں ڈھالیں اگر آپ خدا تعالےٰ کی راہ میں قربانی پیش کریں گے۔ تو وہ مہربان و شفیق خدا ضرور آپ کی تائید و نصرت فرمائے گا۔ اور آپ کے دنیوی کاموں کا بوجھ ہلکا کر دے گا۔ ذیل میں ان مخلصین کے چندہ نشر و اشاعت کی فہرست نمبر ۲ شائع کی جاتی ہے۔ جنہوں نے اپنے وعدے پورے یا قسط وار ادا کر دیئے ہیں۔ دوسرے احباب سے بھی درخواست کی جاتی ہے کہ وہ جلد از جلد اس کار خیر میں حصہ لے کر آسمانی آواز کو ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پہنچانے میں نظارت ہذا کی مدد فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ سب کا حافظ و ناصر ہو۔ اور اپنی خاص تائیدات سے نوازے۔ آمین۔

نوٹ:۔ چندہ نشر و اشاعت کی رقوم مد نشر و اشاعت دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بھجوا کر تفصیل سے دفتر ہذا کو مطلع فرمایا جائے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

فہرست وصولی چندہ نشر و اشاعت ماہ جون ۱۹۵۸ء

(قسط نمبر ۲)

نام	رقم
مکرم رحمت اللہ صاحب غوری یادگیر	۶/-
〃 بشیر الدین صاحب 〃	۱۲/-
〃 عبد الحفیظ صاحب گلبرگہ	۱/۵۰
〃 نذیر احمد صاحب سوڑدی 〃	۱۲/-
〃 عبد الرؤف صاحب 〃	۱/۵۰
〃 محمود خاں صاحب 〃	-/۵۰
〃 نذیر احمد صاحب 〃	۱/۲۵
〃 عبد السلام صاحب 〃	-/۶۰
(بذریعہ مکرم [illegible] صاحب [illegible])	
〃 درویش محمد عبد اللہ صاحب درویش قادیان	۱/-
〃 بہادر خاں صاحب درویش 〃	۲۵/-
جماعت احمدیہ کیرنگ بذریعہ صدر جماعت	۱۰/-
مجلس خدام الاحمدیہ کیرنگ	۵۰/-
جماعت احمدیہ کٹک بذریعہ شرافت احمد خاں صاحب	۱۰۰/-
〃 بھائی عبد الرحیم صاحب دیانت درویش قادیان	۱۲/-
〃 مولوی عبد اللہ صاحب مالاباری مبلغ	۵۰/-
〃 سید عبد المجید صاحب جمشید پور	۱/-
〃 سید داؤد احمد صاحب مظفر پور	۲/-
〃 افتخار احمد صاحب اشرف درویش قادیان	۲/-
〃 مولوی عبد الرحیم صاحب چک امبرچ	۱/-
〃 راجہ غلام محمد صاحب 〃	۱/-
〃 منیر احمد صاحب 〃	۹/-
〃 سید باغ علی شاہ صاحب چک امبرچ	۲۵/-
〃 مولوی محمد عبد اللہ صاحب درویش قادیان	۵/۰-

نام	رقم
مکرمہ اہلیہ صاحبہ مولوی محمد عبد اللہ صاحب درویش قادیان	۵۰/-
مکرم حاجی فضل محمد صاحب درویش 〃	۱۳/-
〃 مولوی عبد الواحد صاحب 〃 〃	۲۵/-
〃 مرزا بشیر احمد صاحب 〃 〃	-/۵۰
〃 خواجہ عبد الستار صاحب 〃 〃	۱/-
〃 سید فضل الرحمٰن صاحب خوردہ	۱۰/-
〃 سید ابو جابر صاحب ایم۔ ایل۔ اے کٹک	۲/-
〃 فضل الرحمٰن خان صاحب کٹک	۱۵/-
جماعت احمدیہ دیودرگ بذریعہ محمد عبد الحلیم صاحب	۶/۷۵
جماعت احمدیہ چارکوٹ بذریعہ شیخ حمید اللہ صاحب	۲۴/-
〃 محمد عثمان صاحب سورب	۲/-
〃 پی۔ اسماعیل صاحب مرکرہ	۱۰/-
〃 ڈاکٹر رفیع اللہ صاحب فیض آباد	۱/-
〃 حضرت صاحب منڈ اسکر ہبلی	۹/-
〃 عزیز میاں صاحب 〃	۵/-
〃 مولوی حبیب اللہ صاحب آسنور	۱/-
〃 عبد الرحمٰن صاحب 〃	۱/-
〃 مولوی عبد الواحد صاحب 〃	۱/-
〃 مکرم عبد القادر صاحب 〃	۱/-
〃 شیخ عبد الخالق صاحب 〃	۱/-
〃 مولوی نور احمد صاحب 〃	۱/-
〃 غلام محمد صاحب نائک بنزدار	۱/-
〃 سید عبد المنان صاحب	-/۲۵
〃 غلام محمد صاحب اخوان	-/۲۵
〃 عبد الغنی صاحب بٹ	-/۱۹

درخواست دعا۔ میرے بیٹے عزیز ڈاکٹر محمد احمد صاحب عدن میں بیمار ہیں اور بعض پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ ان کو صحت اور پریشانیوں سے نجات حاصل ہو اور لمبی صالحانہ عمر عطا ہو۔

خاکسار حاجی محمد الدین تہالوی درویش

شاہِ سعود کا پیغام

(بقیہ صفحہ نمبر ۹)

اور اللہ کو تمام طاقت و اختیار حاصل ہے

میرے بھائیو!

اس مبارک موقع پر ہم خدا کے شکر گذار ہیں کہ جس نے ان مقامات مقدسہ کو تحفظ و استحکام بخشا کہ جو اس کی توفیق و مہربانی کے بغیر حاصل نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ان مقدس مقامات پر آباد مسلمان پوری طرح محفوظ ہیں ہم نے زائرین کو آسانیاں بہم پہنچانے کی اپنی بہترین کوشش کی ہے۔ ہم نے سڑکوں کو چوڑی اور آرام دہ بنانے پانی مہیا کرنے اور زائرین کی صحت کا تحفظ کرنے کی کوشش کی ہے تاہم ہم خدا ہی کا شکر یہ ادا کرنے سے قاصر ہیں کہ اس نے ہمیں کامیابیاں عطا کیں جن میں مسجد مقدس میں توسیع شامل ہے

ہمیں یقین ہے کہ یہاں پر موجود سب نے اسے دیکھا ہوگا۔ ہم اللہ تعالےٰ کی یہ منت و سماجت کرتے رہیں گے کہ وہ جس نے ہم کو فرائض انجام دینے کی توفیق بخشی ہماری تمام کوششوں میں ہم پر مہربان رہے۔ اور ہم کو مقامات مقدسہ کی خدمت اور خانہ خدا کے تمام زائرین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

ہم پھر خدا سے کہ وہی لائق تعریف ہے یہ منت استدعا کرتے ہیں۔ کہ وہ آپ کے حج کو قبول فرمائے اور آپ کو آپ کے وطن میں بسلامت واپس پہنچائے۔ ایک بار پھر میں دعا گو ہوں۔ کہ آپ پر خدا کی رحمتیں اور سلامتی ہو۔

چندہ جلسہ سالانہ

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد

حضور فرماتے ہیں:۔

"پہلے تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ چندہ جلسہ سالانہ کے متعلق متواتر کئی سالوں سے دیکھا گیا ہے جو جماعتیں شروع سال میں چندہ دیتی ہیں۔ وہ تو دے دیتی ہیں اور جو شروع سال میں نہیں دیتیں ان کے ذمہ بقایا رہ جاتا ہے جس کی وجہ سے ہمارے سالانہ بجٹ کو نقصان پہنچتا ہے۔ اور ان کے ذمہ بھی بعض دفعہ دو سال کا چندہ اکٹھا ہو جاتا ہے۔ حالانکہ جلسہ سالانہ کا چندہ ایک ایسی چیز ہے جس کے دینے کا ہمارے ملک میں سالہا سال سے رواج چلا آتا ہے۔ جلسہ سالانہ ایک اجتماع کا موقعہ ہے۔ اور اجتماع کے موقعہ پر ہمارے ملک میں لوگوں کی عادت ہے کہ وہ کچھ نہ کچھ امداد ضرور کرتے ہیں"۔

پس احباب کو چندہ جلسہ سالانہ کی ادائیگی اصولاً جلسہ سالانہ سے قبل کرنی چاہیئے۔ کیونکہ جلسہ سالانہ کے ہنگامی اخراجات کے بار کی متحمل صدر انجمن احمدیہ نہیں ہو سکتی۔ امسال جلسہ سالانہ ۱۷ - ۱۸ - ۱۹ ر اکتوبر کو منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں صرف چند ماہ باقی ہیں۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ احباب جماعت اور عہدیداران مال چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی کی طرف فوری طور پر متوجہ ہوں۔ چندہ جلسہ سالانہ کی اہمیت اور ضرورت پوری طرح تمام دوستوں کے ذہن نشین کرائی جائے۔ اور وصولی کے لئے خاص کوشش اور جد وجہد کی جائے۔

امید ہے کہ جملہ احباب جماعت اور عہدیداران اس اہم طرف توجہ دے کر فرض شناسی کا ثبوت دیں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

افسوسناک غلطی اور اس کی تصحیح

مکرم مولوی سید صمصام علی صاحب کی وفات کی خبر بدر مورخہ ۱۲ جون ۵۸ء میں شائع ہو چکی ہے۔ مرحوم کی وفات پر جماعت احمدیہ سونگھڑہ کی طرف سے قرارداد تعزیت اخبار بدر نمبر ۲۶ر جون میں شائع ہوئی ہے۔ لیکن اس جگہ مرحوم کے اصل نام کی جگہ سہو کتابت سے "مولوی سید صمصام الدین صاحب" لکھا گیا۔ جس پر ادارہ کو افسوس ہے مکرم مولوی صمصام الدین صاحب آف سونگھڑہ کٹک واڑیسہ اس وقت بخیر و عافیت بمقام رانچی بطور مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ خدمت بجا لا رہے ہیں۔ احباب تصحیح فرمالیں۔

اعلان دعا۔ مکرم سید ورازت حسین صاحب حال مظفر پور اپنی اہلیہ صاحبہ کی صحت کاملہ کیلئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ ان کی اہلیہ صاحبہ ۱۳ر جون سے مظفر پور میں بیمار ہیں۔ اللہ تعالیٰ موصوفہ کو جلد صحت کاملہ دے۔ آمین۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

خبریں!

نئی دہلی ۳۰ر جولائی - وزیر اعظم مسٹر جواہر لال نہرو نے آج پھر اس خیال کو غلط قرار دیا کہ اردو صرف مسلمانوں کی زبان ہے - آپ نے کہا کہ اگر ہندوستان میں ایک بھی مسلمان نہ ہوتا تب بھی اس زبان کا تحفظ کیا جاتا یہ لازمی طور پر ہندوستان کی زبان ہے اور اس زبان نے نہ صرف ہماری زندگی اور ہمارے کلچر پر بلکہ ہندوستان کی دوسری زبانوں پر بھی گہرا اثر ڈالا ہے - آپ نے مزید کہا۔ "یہ ہو سکتا ہے کہ مسلمان بعض تاثراتی وجوہ کی بنا پر اردو کو زیادہ اہمیت دیں - لیکن یہ وہ زبان ہے جو ہندوستان میں بنی اور اس لئے یہ ہندوستانی کلچر کا ایک حصہ ہے - ہندی اردو کے سوال سے بحث کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ ہندی اور اردو میں مقابلہ کا کوئی سوال نہیں ہے - ہندوستان کی زبانوں میں ہندی کو ایک اعلیٰ پوزیشن حاصل ہو گئی ہے جسے کوئی چیلنج نہیں کر سکتا - اور جو اس قسم کی بحث میں پڑتے ہیں - وہ مسئلہ کو بہت ہی تنگ نظری کے ساتھ دیکھتے ہیں - وزیر اعظم وگیان بھون میں منعقدہ اپنی پریس کانفرنس میں ایک نامہ نگار کے سوال کا جواب دے رہے تھے - جس نے وزیر اعظم موصوف کو متوجہ کیا تھا کہ بعض ریاستی حکومتوں کی اس پالیسی پر انہوں نے اردو کو اس کا صحیح مقام نہیں دیا۔

چنڈی گڑھ ۷ر جولائی - وزیر اعظم پنڈت نہرو نے نویں بن مہوتسو کے افتتاح کے سلسلہ میں پنجاب نواسیوں کے نام ایک پیغام ارسال کیا ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ منالی میں اپنے قیام کے دوران میں مجھے جس شئے نے زیادہ متاثر کیا ہے وہ خوبصورت اور دلکش درخت تھے جو جگہ جگہ اور پہاڑی کے کناروں پر بہار دکھا رہے تھے - شری نہرو نے وادی کلو کے حسن اور وہاں کے سبزہ اور درختوں کی دلکشی کے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ پنجاب کو ہر جگہ درخت لگانے کی طرف خاص توجہ دینی چاہیئے - اور جنگلات کی ترقی کی طرف خاص دھیان دینا چاہیئے - شری نہرو نے اس بات پر بھی خاص زور دیا ہے کہ جو پودے لگائے جائیں ان کی حفاظت کا خاص انتظام ہو - اس سلسلہ میں شری نہرو نے امید ظاہر کی ہے کہ اس بارے میں سخت ہدایت ہونی چاہیئے کہ کوئی شخص درخت نہ کاٹے تاوقتیکہ وہ ایک درخت کی جگہ دو درخت نہ لگائے۔

بیروت ۷ر جولائی - لبنان میں گذشتہ ۲ ماہ سے جو خانہ جنگی شروع ہے اسے ختم کرنے کے لئے سیاسی لیڈروں نے بات چیت شروع کر دی ہے - لبنان پارلیمنٹ کے کئی ممبر اور وزیر اب یہ تسلیم کرنے لگے ہیں کہ خانہ جنگی صرف اندرونی سمجھوتہ ہی سے ختم ہو سکتی ہے - اتحادی مشاہدین کی رپورٹ میں لبنان سرکار کے اس الزام کو تسلیم نہیں کیا گیا - کہ مصر اور سیریا باغیوں کو وسیع پیمانہ پر امداد دے رہے ہیں - اب لبنان کی صورت حالات میں اتحادیوں کی مداخلت کا امکان نہیں رہا - اس لئے سرکاری حلقوں میں یہ خیال زور پکڑ رہا ہے کہ اب باہمی بات چیت سے ہی یہ مسئلہ حل ہونا چاہیئے - کل کی خفیہ میٹنگوں میں اس بات پر غور ہوا کہ لبنان کا اب نیا صدر کون ہو جسے دونوں فریق منظور کر سکیں - دریں اثنا لبنان میں جنگ جاری ہے - کل بیروت میں صدر کے محل کے قریب اور کئی دوسرے علاقوں میں بھی فائرنگ ہوتی رہی - شمالی لبنان میں ٹرپیولی کے مقام پر گھمسان کی جنگ ہوئی ایک سرکاری اعلان میں کہا گیا ہے کہ باغی فوجیں کئی مقامات پر سرکاری مورچوں میں گھس گئیں لیکن بعد میں انہیں پسپا کر دیا گیا۔

ڈیرہ دون ۷ر جولائی - معدنی امور سے متعلق سرکاری کمیشن کی میٹنگ میں کل تمام اسباب پر سنجیدگی سے غور کیا گیا کہ جوالا مکھی میں تیل کی کھدائی کی رفتار کس طرح تیز کی جا سکتی ہے قدرتی ذرائع کے وزیر شری مالویہ نے بتایا ہے کہ نومبر کے آخر تک جوالا مکھی میں ایسزارغٹ کی کھدائی مکمل ہو جائے گی - لیکن یہ معلوم کرنے میں دو برس لگیں گے کہ آیا جوالا مکھی سے تیل اور گیس تجارتی مقداروں میں برآمد ہونیکا امکان موجود ہے یا نہیں۔

قادیان میں ڈسٹرکٹ ہائی سکولز ٹورنمنٹ

اس ماہ موسم گرما کا ڈسٹرکٹ ہائی سکولز ٹورنمنٹ ضلع گورداسپور مورخہ ۲۴ر تا ۲۸ر جون کو قادیان میں ہوا - جس میں ضلع کے پچاس ہائی سکولوں نے حصہ لیا - اور ہاکی - فٹ بال - والی بال - باسکٹ بال اور کبڈی کی ٹیموں میں کل ۸۳۵ کھلاڑی شریک ہوئے - ان کھیلوں کے علاوہ اتھلیٹکس کے مقابلے بھی ہوئے - اس طرح اتنے روز قادیان میں خاصی چہل پہل رہی۔

۲۸ر جون کو جلسہ تقسیم انعامات منعقد ہوا - اور جناب باوا ہرکشن سنگھ صاحب پرنسپل سکھ نیشنل کالج نے انعامات تقسیم کئے - آپ نے صدارتی تقریر میں کھیلوں کی اہمیت پر روشنی ڈالی کہا جاتا ہے کہ آج تک ضلع گورداسپور میں کسی اور جگہ ٹورنمنٹ میں ایسی کامیابی حاصل نہیں ہوئی - مقابلہ کے پانچوں دن نہایت پُرسکون گذرے اور نہ صرف یہ کہ کوئی ناخوشگوار واقعہ نہیں ہوا - بلکہ پبلک نے اپنے تعاون سے اسے کامیاب بنانے میں خاص حصہ لیا - چنانچہ سردار لوہا سنگھ صاحب سیکرٹری ٹورنمنٹ کمیٹی و سردار سنتوکھ سنگھ صاحب ہیڈ ماسٹر خالصہ ہائی سکول قادیان و پریذیڈنٹ ڈسٹرکٹ ٹورنمنٹ کمیٹی نے اس تعاون کا شکریہ ادا کیا - اس سلسلہ میں آپ نے جناب پرنسپل صاحب و کیپٹن کرتار سنگھ صاحب سکھ نیشنل کالج اور جماعت احمدیہ کا خاص طور پر شکریہ ادا کیا - جبکہ ٹورنمنٹ میں ... کالج کی گراؤنڈز اور دیگر سامان سے فائدہ اُٹھایا اور جماعت احمدیہ کے ممبران (مکرم مولوی برکت علی صاحب انعام اور مکرم فضل الٰہی خان صاحب) نے خاص دلچسپی لیتے ہوئے ریفری کے فرائض بھی سرانجام دیئے۔

پریذیڈنٹ صاحب ٹورنامنٹ کمیٹی نے اس تعاون اور کامیابی سے متاثر ہو کر اعلان کیا کہ موسم سرما کے ڈویژنل ٹورنمنٹ بھی قادیان ہی میں کرائے جائیں گے۔

اعلان منسوخی وصایا

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز نے اپنے فیصلہ نمبر ۱۱۷ مورخہ ۲۳-۶-۵۸ میں بوجہ بقایا زائد از چھ ماہ منسوخ کر دی ہیں:-

۱۔ قریشی مختار احمد صاحب لکھنوی موصی نمبر ۸۴۲۳
۲۔ سید غلام مصطفےٰ صاحب مظفر پور " نمبر ۵۵۲۱
۳۔ عبد الحلیم صاحب بھاگل پور " نمبر ۹۶۰۱
۴۔ محمد الیاس صاحب بریلی " نمبر ۷۳۹۱
۵۔ خلیق احمد صاحب " نمبر ۷۸۴۶
۶۔ عبد المطلب صاحب، کیرنگ " نمبر ۷۹۶۸
۷۔ علامہ نور الدین صاحب بھدرک " نمبر ۸۰۰۶

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان